

دستورالامریکہ (۱۲۵۰)



مَدِیْنَتِ مَكِّيَّہ
ظہورِ حق

سک گار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطرقت فخر العلماء قدوة اس الیٰں زید العارفین
امام العاشقین مولانا الحاج محمد ذاکر گوی نقی علیہ السلام خرقہ کجی

وہجانبہ اسرار الہیہ جز ایک یہ سیرا بھیکہ پینا

اعراض و مقاصد

۱، اندونی بیرونی مخلوق سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام (۲) اصلاح رسوم
اجیار و اشاعت علم دینیہ۔

قواعد و ضوابط

۱، سالہ کی عام قیمت دور پیسہ سالانہ مقرر ہے۔ ہر دیکھ وی پی پانچ آنہ زیادہ خرچ
ہوتے ہیں جو صاحب پانچروپیہ یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانت ارسال فرمائیں
گے۔ وہ معاون مقصور ہونگے ۱۰۔ اسے حضرات کے اسماء گرامی شکریہ کیساتھ
درج رسالہ ہوا کریں گے (۲) غریب و مفلس اشخاص اور طلبہ کیلئے رعایتی قیمت
سالانہ پھر مقرر ہے۔ (۳) اگر کان حزب الانصار کے نام رسالہ بلامعا و صفہ
بھیجا جاتا ہے چندہ رکنت کم از کم ۴ روپہا یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
(۴) نوٹہ کا پرچہ ۳ کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے۔ مفت نہیں بھیجا
جاتا۔ (۵) رسالہ ہر ماہ کی یکم کو بھیرہ سے ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ محکمہ
ڈاک کی بے غواہیوں اور دیہات کے چھٹی رسالوں کی غفلت کی وجہ سے
اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جس صاحب کو ہ تاریخ
تک رسالہ ملے وہ اطلاع دیدیا کریں۔ ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہوگا جملہ خط و کتابت رسالہ

منبر رسالہ شمس الالم بھیرہ پنجاب ہونی چاہیے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
هُوَ الشَّمْسُ قَدْ فَاقَتْ شَمُوسًا مُضِيئَةً
وَبَدَأَ سَمَاءَ الْعِزِّ كَيْشَارُكَ كَأَمَلًا (عشر)

مشعل السلام

جریہ ماہانہ
پنجاب

جلد ۳ | باب ۱۰ | ماہ اگست مطابق تاریخ ۱۰ سبتمبر ۱۳۵۱ھ | نمبر ۸

صفحہ	فہرست مضامین	تعداد
۹ تا ۱۰	ابو جیب اللہ صاحب کلرک فتنہ افروز	۱
۲۰ تا ۲۱	مشتاق حسن از میا نوالی	۲
۲۲ تا ۲۳	از مولانا شرف الدین احمد صاحب از بہار	۳
۲۴ تا ۲۵	سلسلہ اشاعت گزشتہ	۴
۲۶ تا ۲۷	از حکیم مشتاق حسن صاحب لکھنؤ	۵
۲۸ تا ۲۹	معمول کا حل	۶
۳۰ تا ۳۱	جدید معجزے	۷
۳۲ تا ۳۳	ابوالباقر میر غلام جعفر شاہ حسینی نقوی لکھنؤ	۸
۳۴ تا ۳۵	استقفا - دوبارہ تحقیق تلبات ناز جہازہ	۹
۳۶ تا ۳۷	اسرار و سخات	۱۰
۳۸ تا ۳۹	لطائف و ظرائف	۱۱
۴۰ تا ۴۱	گوشوارہ خلیج مرکزی دفتر خلیج نصار بھرہ	۱۲
۴۲ تا ۴۳	گوشوارہ داخل مرکزی دفتر خلیج نصار	۱۳
۴۴ تا ۴۵	کیفیت کار کردگی	۱۴
۴۶ تا ۴۷	تاریخی حقائق	۱۵
۴۸ تا ۴۹	بنگال میں اسلام کی اہمیت	۱۶
۵۰ تا ۵۱	شکریہ	۱۷
۵۲ تا ۵۳	ایک مرزائی کا توبہ نامہ	۱۸
۵۴ تا ۵۵	منشی غلام حسین مولوی بھرہ	

الكلام المبدی

ۛ تفسیر آیۃ

خاتم النبیین

(باب حبیب اللہ صاحب کلرک دفتر نذر امرتسر کے قلم سے)
آیت قرآنی۔ سورہ الاحزاب :- یادہ ۲۲۔ کو ع ۲ میں اللہ تکم فرماتا ہے ۔
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُّ شَيْءٍ عَلَيْنَا نَحْنُ الرَّبُّ الْعَلِیْمُ تہہ ہیں ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تہہ
ایں مردوں میں سے کسی کا باپ ۔ ۔ اور لیکن خدا کا پیغمبر ہے ۔ اور آخری نبی ہے ۔
اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ۔

تفسیر قادیانی

(۱) میان محمود احمد صاحب کتاب ”انوار خلافت“ کے ص ۶۷ و ۶۸ پر ہے ۔ بھلا تباؤ
خلیفہ قادیانی کا عقیدہ ایک بادشاہ کا درجہ بڑا ہوتا ہے ۔ یا شہنشاہ کا ۔ ہر ایک
جانتا ہے کہ شہنشاہ کا درجہ بڑا ہوتا ہے ۔ تو رسول اللہ کی نسبت خیال کرو
کہ ہم آپ کی یہ شان بیان کرتے ہیں کہ آپ کی غلامی میں نبی آئیں گے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ
دوسرے تمام نبی بادشاہ کی مانند ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہنشاہ کیونکہ آپ کے
فیض سے نبی بن سکتے ہیں ۔ یہی تو آپ کی عزت ہے ۔ جو خدا تعالیٰ نے خاتم النبیین
کے الفاظ میں بیان فرمائی ہے ۔ آپ انبیاء کی مہر ہیں ۔ جس پر آپ کی مہر لگی ۔ وہی
نبی ہوگا ۔

(۲) یقیناً علی ایڈیٹر فاروق کا عقیدہ کتاب ”النبوة فی خیر الامم“ کے ٹائٹل

بیچ پر ہے۔ آپ کی کامل پیروی سے آپ کا ایک اُنتی اللہ تعالیٰ کے شرف مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہو کر درجہ نبوت غیر تشریحی تک مثل انبیاء بنی اسرائیل کے پہنچ جاتا ہے۔

(ج) مولوی غلام رسول صاحب کا عقیدہ | اخبار الفضل ۳۰ نومبر ۱۹۲۸ء
کے صفحہ پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں سے غیر تشریحی نبی جو شریعت محمدیہ کا حامل ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے مقام نبوت تک پہنچ کر انعام نبوت کو حاصل کرے آ سکتا ہے۔ ہاں اگر ختم نبوت کسی نبی کی آمد کی مانع ہے۔ تو وہ شرعی نبی ہے۔

جواب

قرآن مجید کی تفسیر کے معیار صحیح | قادیانی علماء کی غلط تفسیر کی تردید سے پہلے میں قرآن مجید کی تفسیر کے اصول اہل سنت و الجماعت کے مذہب کے مطابق ذیل میں درج کرتا ہوں:-

معیار اول:- قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت کے ساتھ کرنا۔
معیار دوم:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ سب سے زیادہ قرآن کریم کے معنی سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے۔ تو مسلمان کا فرض ہے۔ کہ بلا توقف اور بلا غرغره قبول کرے۔ نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رنگ ہوگی۔

معیار سوم:- صحابہ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نوروں کو حاصل کرنے والے اور علم

نبوت کے پہلے وارث تھے۔

معین چاکر:۔ اگر صحابہ سے تفسیر پڑھنا نہ آئے۔ تو حضرات تابعین کی تفسیر کو دیکھے۔

معین پنجم: لغت عرب بھی ہے۔

مرزا صاحب قادیانی نے اپنی کتاب ”برکات الدعاء“ کے صفحہ ۱۳-۱۴ و ۱۵ پر معیار نبی راوی ۲ و ۳ و ۵ کو تسلیم کیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر جلد اول کے صفحہ ۱۶ تا ۱۷ اور تفسیر ترجمان القرآن جلد اول کے صفحہ ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ پر یہ پانچ اصول لکھے ہوئے ہیں۔

تفسیر بالرائے | مرزا صاحب قادیانی ”برکات الدعاء“ کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ پر لکھتے گناہ عظیم ہے | میں یہ کہ جب تک انسان صاحب حال نہ ہو۔ اور اس تنگ راہ کے گزرنے والا نہ ہو جس سے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ تب تک مناسب ہے کہ گستاخی اور تکبر کی جہت سے منکر القرآن نہ بن بیٹھے ورنہ وہ تفسیر بالرائے ہوگی جس سے نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے۔ اور کہا ہے کہ من فسر القرآن برأیه فإصاب فقد أخطأ یعنی جس نے قرآن اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی۔ اور اپنے خیال میں اچھی کی۔ تب بھی اس نے بُری تفسیر کی

حدیث رسول ربانی

سنن ترمذی جلد دوم ص ۴۹۔ سنن ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۳۳۔ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۴۸۔ دلائل النبوة جلد ۲ ص ۱۹۶۔ کنز العمال جلد ۷ ص ۷۱۔ عمدۃ القاری جلد ۱ ص ۳۶۵۔ مشکوٰۃ شریف مترجم جلد ۸ ص ۸۱۔ مرقاة جلد ۵ ص ۱۵۱۔ اتحۃ اللہ جلد ۳ ص ۳۱۔ مظاہر حق جلد ۳ ص ۳۱۔ منتخب کنز العمال جلد ۶ ص ۶۱۔ جائزۃ الشیخ

جلد ۲ ص ۱۰۳۔ درمنثور جلد ۵ ص ۲۰۴ پر ہے۔

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے۔ کہ کہا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت رکھی جاوے گی تلوار میری امت میں قیامت تک ان سے نہ اٹھائی جاوے گی۔ اور قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک میری امت کے کئی قبیلے (لوگ) مشرکوں کے ساتھ جا لینگے۔ اور یہاں تک میری امت میں سے کئی لوگ بُت پوجینگے۔ اور تحقیق شان یہ ہے کہ غنقریب میری امت میں سے جھوٹے ہوں گے تیسرا ان میں سے ہر ایک یہ کمان کریگا کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ حالانکہ خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ پیدا ہوگا۔ یعنی کسی کو نبوت نہ ملیگی۔ (وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی) اور ہمیشہ ایک جماعت میری امت میں سے حق پر ثابت رہیگی۔ ان کی مخالفت کرنے والا شخص ان کو نقصان نہ پہنچا سکیگا۔ یہاں تک کہ خدا کا حکم آوے۔ (نقوٹ) حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشینگویاں پوری ہو رہی ہیں۔ آپ نے خبر دی کہ اس امت میں کئی لوگ نبوت کا دعوے کریں گے۔ آپ نے ان کو جھوٹے قرار دیا۔ حضرت ابوہریرہ کی روایت میں آپ نے جھوٹے مدعی رسالت کو ردِ جلال قرار دیا ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۰۵ ص ۱۰۵ مشکوٰۃ شریف مترجم جلد ۴ ص ۸۳ باب الملاحم فصل اول) اس موقع پر آپ نے وانا خاتم النبیین فرمایا اور ساتھ ہی کہ نبی بعدی سے اس کی تفسیر کر دی یعنی ثابت کر دیا۔ کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملیگی۔ اور نہ کوئی نبی پیدا ہوگا۔

(نقوٹ ۲) آنحضرت علیہ السلام نے خاتم النبیین کی تفسیر نہیں بیان فرمائی کہ میری کامل پیروی سے میرا ذاتی غیر تشریفی بن سکتا ہے۔ کسی صحابی اور کسی

تا بھی نے خاتم النبیین کی یہ تفسیر نہیں بیان کی۔ کہ آنحضرت علیہ السلام کی کامل پیروی سے آپ کا امتیغ غیر تشریفی نبی بن سکتا ہے۔ لغت کی کتابوں مثلاً لسان العرب۔ قاموس۔ تاج العروس۔ مجمع البحار۔ منہج الارباب۔ المتجددین ہایہ ابن اثیر اور اہل سنت و الجماعہ کی تفسیروں میں کہیں بھی خاتم النبیین کے یہ معنی نہیں لکھے ہیں۔ جو مرزائی علماء کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کی نبوت رسالت منوانے کے لئے قادیان میں میٹھی بنائے گئے ہیں۔

خاتم النبیین کے معنی ”آخری نبی“

مرزائی اقرآن مجید میں تو خاتم آیا ہے۔ تازیہ کے ساتھ نہ کہ زیر کے ساتھ۔ اور خاتم کے معنی لغت کی کسی کتاب میں آخری کے نہیں آئے ہیں۔ بلکہ اس کے معنی ”نہر“ ہیں۔ البتہ خاتم (تازیہ کے ساتھ) کے معنی آخری ہیں۔ پس خاتم النبیین کے معنی یوں ہوئے۔ نبیوں کی نہر۔

جواب: سنئے اور غور سے سنئے۔ خاتم (تازیہ) کے معنی امام محمد طاہر گجراتی کی کتاب مجمع البحار کی جلد اول کے ص ۳۳ پر ”آخری“ کے معنی لکھے ہیں۔ پس خاتم النبیین کے معنی ہوئے آخری نبی۔ خاتم النبیین میں تا کو خواہ زیر کے ساتھ پڑھو۔ خواہ زیر کے ساتھ۔ اس کے معنی آخری نبی ہیں چنانچہ تفسیر ابن جریر کی جلد ۲ کے ص ۱۱ پر لکھا ہے۔

”عن قتادہ (و خاتم النبیین) ای آخرهم“
”وقرأ ذلك فيما يذكر الحسن والحسين خاتم النبیین“
خاتم النبیین لسان العرب جلد ۱۵ ص ۵۔ تاج العروس شیخ قاموس جلد ۸ ص ۲۶۱ پر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی لکھے ہیں۔

مرزائی آپ نے مجمع البحار جلد اول کے صفحہ ۲۳ کے حوالے سے بتا دیا۔ کہ خاتم کے معنی آخری کے ہیں۔ کیا حضرت رسول خدا علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے۔ کہ میں آخری نبی ہوں۔ حدیث صحیح مرفوع متصل ہوں۔ کوئی موقوف روایت نہ ہوں۔

جواب احادیث نبویہ

(۱) صحیح مسلم شریف جلد اول صفحہ ۲۳ پر ہے۔

”ریقول ابوہریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لانی آخر الانبیاء وان مسجدی اخر المساجد (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا علیہ السلام نے فرمایا میں آخری نبی ہوں۔ اور میری مسجد مسجدوں میں آخری ہے۔“

(۲) سنن ابن ماجہ صفحہ ۳ پر حضرت ابوامامۃ الباہلیؓ سے مرفوعاً آیا ہے۔
”انا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم یعنی میں آخری نبی ہوں۔ اور تم آخری امت ہو۔“

(۳) کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۵۶ پر ہے۔

”انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء یعنی دینی اور ابن ابی حار نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت پُرورد نے فرمایا۔ کہ میں آخری نبی ہوں۔ اور میری مسجد انبیاء کی مسجدوں میں سے آخری مسجد ہے۔“

مرزائی روایت ہے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبیؑ من بعدی یعنی کہا رسول خدا نے کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ اور یہ مت کہو کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ یا آویگا۔ (مستری

فضل الدین مرزائی ساکن علیوال کاشتہار واجب الانظار مطبوعہ اگست ۱۹۰۵ء ریاض ہند پریس امرتسر (۲)

جواب :- لفظ اللہ علی الکاذبین - حدیث کی کسی کتاب میں کوئی ایسی صحیح مرفوع روایت نہیں ہے جس میں یہ الفاظ ہوں - ولا تقولوا لانبیاء بعدی یہ روایت آنحضرتؐ سے ثابت نہیں ہے - مکملہ مجمع البحار ص ۱۷۷ اور تفسیر و منشور جلد ۵ ص ۲۷ پر صرف حضرت عیسیٰؑ کا قول ہے - قولوا لاند خاتم الانبیاء ولا تقولوا لانبیاء بعدی - یہ حدیث نبوی نہیں ہے اور ان کتابوں میں اس کی سند بھی درج نہیں - احادیث صحیحہ نبویہ میں صاف صاف آیا ہے - انا خاتم النبیین لا نبی بعدی -

مرزائی | سنن ابن ماجہ کے ص ۱۱ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے ابراہیمؑ کی وفات پر فرمایا کہ اس کے لئے جنت میں ایک دودھ پلانیوالی ہے - اور اگر ابراہیمؑ زندہ رہتا - تو صدیق نبی ہوتا (ختم نبوت کی حقیقت ص ۹)

جواب | سنن ماجہ کی یہ روایت صحیح نہیں ہے - اس میں ایک ادوی ابراہیم بن عثمان ابوشیبہؒ غیر مقبر ہے -

(۱) تقریب التہذیب کے صفحہ ۱۴ پر ابراہیم بن عثمان راوی کو متروک الحدیث لکھا ہے -

(ب) تذکرۃ الموضوعات کے ص ۹ پر ہے کہ امام نوویؒ نے فرمایا کہ یہ روایت باطل ہے -

(ج) موضوعات کبیر کے ص ۱۶ پر ہے کہ امام نوویؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث باطل ہے -

(د) کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۳ پر ابراہیم کو متروک الحدیث لکھا ہے (س) رفع العجاہ عن سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۱۶ پر ہے -

”اس حدیث کی صحت میں محدث کو کلام ہے۔ اس کی اسناد میں ابوشیبہ ہے۔ براہیم بن عثمان قاضی واسط کا وہ منکر الحدیث ہے۔“
(سنن ابن ماجہ معہ حاشیہ سندھی (مطبوعہ مصر) جلد اول کے صفحہ ۲۳۷ پر ہے۔)

”وفی الزوائد فی اسنادہ ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ قاضی واسط قال فیہ البخاری سکتوا عنہ وقال ابن المبارک اذ بہ وقال ابن معین لیس بثقة وقال احمد منکر الحدیث وقال النسائی متروک الحدیث“

الزامی جواب

مرزا صاحب قادیانی اپنی کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ پر لکھتے ہیں:-
”اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔“

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۶ پر ہے:-

”آدم توام کے طور پر پیدا کیا گیا۔ اور میں بھی توام پیدا ہوا۔ پہلے لڑکی پیدا ہوئی۔ بعد کا میں اور بایں ہمہ میں اپنے والد کے لئے خاتم الاولاد تھا۔ میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔“

(نوٹ) اس جگہ خاتم الاولاد ہونے کے معنی یہ ہیں۔ کہ مرزا صاحب آخری بچہ تھے یعنی آپ کے پیدا ہونے کے بعد آپ کے والدین کے گھر میں کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔

ترک مرزا ایت: مولانا ال حسین آخر سابق مبلغ جماعت مرزا سیکالاباؤ بکیر تاج میں موصوفنا نے ترک مرزا ایت کے وجوہات قلمبند کئے ہیں۔ مرزائی اس کے جواب سے عاجز آچکے ہیں۔ قیمت ۸ روپے رسالہ شمس الاسلام بھیرہ سے طلب کریں۔

۱۰ بے پردگی

جس طرح ایک گوشت نہ کھانیو لاذبح جانور ان کو ایک ظلم عظیم اور تقاوت قلبی سے تعبیر کرتا ہے۔ یوں ہی ولادگان آزادی اور شیدایان ترقی عورتوں کی قید چار دیواری کو انتہا درجہ کا ستم تصور کرتے ہیں۔ مسبق الذکر کے متعلق حضرت اس قدر کہہ دینا کافی ہے۔ کہ جانوروں پر اظہارِ ترحم کرنے والے شاید اس امر سے ناواقف ہیں۔ کہ ان کی تخلیق محض انسانی مصرت کے لئے کی گئی ہے۔ اور وہ ان پر بحیثیت اشرف المخلوقات ہونے کے ہر طرح کا اختیار رکھتا ہے۔ مؤخر الذکر کی نسبت یہ گزارش ہے۔ کہ جنس لطیف کو با شعور اور ابتدا ہی سے پردہ کا عادی بنایا جاتا ہے۔ اور ان کی سرشت و ضمیر میں پردے کے فوائد و برکات کی طریقہ پر متمکن ہو جاتے ہیں۔ جس طرح بعض سنگھیا کھانے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی نیا شخص کھائے۔ تو مر جائے۔ یوں ہی۔ ع۔

دوا ہے درد کا حد سے گذر جانا

ان مستورات کو پردہ اپنا اثر کرنے کے بعد گرویدہ بنا لیتا ہے۔ کہ بغیر اس کے ان کو عافیت نہیں معلوم ہوتی۔ یورپین تقلید اور ہوائے مغرب نے آجکل انگریزی خوان نوجوانوں کے دل میں یہ خیال بڑے شد و مد کے ساتھ جاگزیں کر دیا ہے۔ کہ پردہ عورتوں کے ساتھ صریح ظلم اور اس سے ترقی میں نہ صرف سدِ راہ سمجھتے۔ بلکہ عورتوں کو کھلے بندوں پھرانے کے نہایت سختی سے عہد و معاون ہیں۔ پردہ کا تعلق خصوصاً مسلمانوں کے ساتھ نہایت گہرا ہے۔ اس وقت تک ملک میں پردہ نسوان کی ایسی سُرخ ہے۔ جس پر نامور اہل قلم اپنے اپنے قلم کا زور لگا رہے ہیں۔ مخالف و موافق مضامین کا مطالعہ اگرچہ مضنونِ انداک کی ترتیب میں ہی عہد اور معاون ہوتا ہے مگر ایسی

فرسودہ منقولات کو نظر انداز کرتے ہوئے محض اپنے ذاتی جذبات و خیالات سے کام لیکر ضروریات عہد حاضرہ پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ بحث پردہ کے متعلق دو پہلو ہیں۔ ایک مذہبی دوسرا دنیاوی حقیقت یہ ہے کہ ازل الذکر کی تشریح و توضیح علماء ہی کا کام ہے۔ پردہ کی موافقت میں جو آیات کریمہ ابتداءً نقل کی گئی ہیں۔ وہ ہمارے موضوع کے لئے موافق ہیں۔ لیکن ان میں اختلاف مخفی و تفریق تفسیری اس درجہ کی ہے۔ کہ اس بحث میں پڑ کر ہمو اپنے مباحث و نکات کی مقولات کے محو ہو جانے کا احتمال ہے۔ لہذا اس سے قطع نظر کر کے ہم موجودہ موجبات ہی کو لیکر اپنا اظہار خیال کرتے ہیں۔ جن جو رائوں کو مغربی تعلیم نے آزادی نسوان کا سبق پڑھایا ہے۔ وہ پردے کو یک سخت عورتوں سے اٹھا دینا چاہتے ہیں۔ زمان اسلام کے لئے پردہ احکام شرعیہ کی مطابقت سے ہے۔ جب پردہ غائب ہوگا۔ تو ایوان مذہب کی دیواریں لازمی طور پر تیز نزل ہو جائیں گی۔ آیات کریمہ کے جو معنی بلحاظ پردہ آج تک علماء نے سمجھ رکھے ہیں۔ اسے پردہ پر انداز نہیں کرتے۔ اشعار

بیدارغ جو مذہب تھا جو تھا شرع پینی : آپس کی حماقت نے اسے کر دیا چھلنی
 مذہب میں بڑھ دیتے ہیں یہ عقل کو اپنی : اللہ سے کیا تو بہ خردان کی سوا ہے؟
 احکام پردہ ہندوستان کے اندر جو ملکی ضروریات کے لحاظ سے کسی قدر زیادہ
 برتے جاتے ہیں۔ یہ اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ جو لوگ عورتوں کو مردوں کے ساتھ
 مساوات دینا چاہتے ہیں۔ شاید ان کی نظر مرد اور عورت کی تخلیق اور تفریق پر
 نہیں ہے۔ ان کی نوعیت جداگانہ کے باعث ہر ایک کام بھی مختلف ہے۔
 اور ایک کام دوسرا سرانجام نہیں دے سکتا۔ اس لئے یہ مساوات کبھی سودمند
 نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ میں اس کا مخالف نہیں۔ کہ عورتوں کو تعلیم نہ دی جائے۔
 یا وہ زیور علم سے آراستہ نہ ہوں۔ کوئی شک نہیں۔ کہ عورتیں ہماری آئینہ
 کے واسطے نہ صرف محاذ ہیں۔ بلکہ آئینہ قومی ترقیات پرورش اطفال تربیت

دوستی حاصل وغیرہ کی باگ انہیں کے ہاتھ میں ہے۔ پس یہ سجدہ ضروری ہے کہ ان کے صفات نگرانی کو حصول تعلیم سے اور زیادہ قابل قدر کر دیا جائے مگر اس سلسلہ میں یہ امر نہایت ضروری ہے کہ ان کو مردانہ وار تعلیم نہ دی جائے۔ اس لئے کہ اب تک مفید ثابت نہیں ہوئی۔ وہ خود کو مؤثرہ تعلیم حاصل کر کے کامل ثابت نہیں کر سکتیں۔ ایسی تعلیم عورتوں کے لئے قطعاً بے کار ہے۔ جو انہیں جذبہ آزادی کی بدولت مردوں کی اطاعت سے منحرف کر دے۔ یا ان کے دلوں میں مساوات کے خیالات متکرم کر دے۔ خیر مسئلہ تعلیم تو درمیان میں جملہ مقررہ ضروریہ براندازی کے نتائج اور تقلید مغرب نے افغانستان کو جیسا دہم برہم کر دیا ہے۔ یا فرزندان افغانستان کے خون سے وہاں کی زمین کو لالہ زار بنا رکھا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اپنے آئین و ضوابط کی عدم پابندی فرو گذاشت اور یورپین تقلید کی ناعاقبت اندیشی نے بجائے ترقی کے اسلام کو جو گہرا نقصان پہنچایا ہے وہ انظرین الشمس ہے۔ آج کل ہندوستان کے اکثر انگریزی خوانوں میں جو ولادہ فیشن میں۔ پردہ براندازی کا خیال طرکی افغانستان اور ایران کی بے پردگی کو تقلید پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے ہندوستانی طرز معاشرت اور عرب کی روحانیت کو نظر غائر سے نہیں دیکھا۔ انہوں نے عربی اور ہندوستانی امر جس کے اس فرق کو جو تاثرات مذہب سے پیدا ہوتا ہے۔ نگاہ تحقیق نہیں ڈالی۔ ایک عربی کی آنکھ جب نسوانی مناظر کا مشاہدہ کرتی ہے۔ تو اس کے سامنے شوکت صدیقی کا جلوہ صولت فاروقی کا نظارہ حیات عثمانی کا سامان عہد حمیدری کا جلال رہا کرتا ہے۔ لیکن ایک ہندوستانی کو بھر سیستار دون کے مناقبات اور کنو رکھنیا کے معاملات کے کچھ نظر نہیں آتا۔ پس احکام پردہ میں اندرون ہندوستان جو یہ کسی قدر زیادہ قید قبولیت عہد حاضرہ کے خیال سے ملحوظ غیرت قومی مسلمانوں نے روا رکھا ہے۔ کب مقتضائے

دور اندیشی اور عاقبت بینی کے خلاف ہے۔ ان کو ان لینا پڑے گا۔ کہ اسلام کی مذہبی تعلیم یہ ہے۔ کہ وہ کسی عورت کو نگاہ بد سے نہ دیکھے۔ اور سختی سے عامل ہونے کا طالب رہے۔ اگرچہ دیگر مذاہب میں بد نظری بڑا فعل قرار دی گئی ہے۔ تاہم اجنبانی حیثیت سے بخمال پرہیزگاری جملہ ادیان مل سے ان معاملہ میں اسلام ہی کا نمبر اول ہے۔ اگر کوئی مسلمان اس پر عامل نہ ہو تو اس کا ذاتی قصور ہے۔ نہ کہ مذہب کا۔ جس طرح نبی برحق کی تعلیم کی اثر پذیر ی سے باشندگان عرب نے اپنے خصائل و دست کر لئے تھے۔ اور وہ کسی عورت کو نگاہ بد سے دیکھنا حرام سمجھتے تھے۔ اسی طرح ہندوستان کی خلقت اپنے اخلاقی ضعف کی وجہ سے خواتین اسلام کے ساتھ یہ برتاؤ ہرگز نہیں کر سکتی۔ بلکہ ایسی حالت میں انواع و اقسام کے فتنہ و فساد کا احتمال ہے۔ پردہ بجائے خود عصمت ہے لیکن مقرر ضل و قراض کر سکتا ہے۔ کہ اس گروہ میں بھی نعرش کی مثالیں برابر دیکھنے میں آتی ہیں۔ یہ صحیح ہے۔ مگر ایسے واقعات شاذ و نادر ہوتے ہیں۔ زیادہ حصہ ایسا ہوتا ہے۔ جو قواعد عصمت آئین شرافت و دستور نجات کا پابند ہے۔ سیاسی کے کسی شخص نے انفرادی حیثیت سے اگر کوئی جرم ارتکاب کیا۔ تو اس کا اطلاق کل سیاسی پر نہ ہوگا۔ بلکہ ایسے ترکیب کی ذات تک محدود رہیگا۔ اگر کوئی شخص اپنے مسلحہ کا خلاف قانون استعمال کرے۔ تو اس کے ناجائز فعل سے ایکٹ اسلام کا عام طور پر منسوخ کر دینا قرین دانشمندی ہوگا سمجھی نہیں۔ اسی طرح کسی عصمت فروش کی شخصی نعرش کی بدولت یہ کب قرین مصلحت و انصاف ہے۔ کہ دستور و رواج پردہ کو محض ایسے نظریات و نظائر کی وجہ سے اٹھادیا جائے۔ یا پردہ کو بیکار شے سمجھا جائے۔ ایک اور اعتراض بھی کیا جاتا ہے۔ کہ پردہ خود رکھنے والوں کو اپنی طرف مخاطب کرتا ہے۔ اور جاذب نظر ہے۔ در صورت عدم پردہ کوئی اور متوجہ ہونے کی کوشش نہیں کرتا۔

اس بنیاد پر بے پردگی کو پردہ پر ترجیح دیجاتی ہے۔ سبحان اللہ یہ منطق نبی الہی ہے۔ آنکھ کا فطرتی خاصہ ہے۔ نہ کہ وہ بندہ کی حقیقت جاننے کے لئے مضبوط رہتی ہے لیکن اس کی بصارت اس شے کے اندر نفوذ نہیں کر سکتی۔ تو وہ انکشاف کے لئے پیچھے نہیں پڑتی۔ بلکہ دوسری طرف مجبوراً متوجہ ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی پردہ پوشش بے توجہی غیر مخاطبت اور لاپرواہی سے کام لیتے ہوئے اپنے قواعد پردہ کی پوری پابندی کر کے تو اس کشش نظری کافی نفوذ خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور جس پردہ پوشش نے اداب پردہ کے خلاف عمل کیا۔ اس میں احتمال خرابی رہتا ہے پس یہ خطائے پردہ پوشش ہوگی۔ نہ کہ پردہ کی۔ اب رہ گئی چہرہ بے نقاب کی عدم کشش یہ ایسا معاملہ ہے۔ کہ جس پر کسی تصحیح کا یقین نہیں کیا جاسکتا۔ جس بے نقاب ترغیب و تحریص میں بڑا امداد و معاون ہے۔ اور یہ بالکل غلط ہے۔ کہ بے نقاب چہروں کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہوتا۔ نظر بد ہر دو صورتوں میں تجسس رہا کرتی ہے۔ انگریزی خواتین کی طرح ہم اپنی عورتوں کو نکالتے کے لئے متمنی ہیں۔ مگر ہم نے مفتوح سے فاشخ بننے کی نہ کوشش کی ہے۔ کسی ہندوستانی کی یہ مجال نہیں۔ جو انگریزی عورتوں کی آنکھ سے آنکھ ملا سکے۔ اب آپ ہی انصاف کیجئے۔ ہندوستانی بے نقاب عورتوں کو مفتوحہ قوم ہونے کی وجہ سے میمون کا سا شرف و عیب و اب اور محافظت کہاں حاصل ہے۔ بے سوچے سمجھے کسی بات کے لئے تیار ہو جانا اور بات ہے۔ مگر دراصل معاملہ ہی ہے کہ ایذا قدر خود شناس۔ سب اعلیٰ گو گو رک سکتی نہیں یقل وضع مغربی :

پھر بھی کمال طور پر ممکن نہیں ہوتی کبھی

اپنی تانچ اپنی تانچ پر ہم بے خبر :

زندگی ملکہ مبارک صاحبوں کی صاحبی

ہر چند کوٹ بھی ہے پتلوں کی ہے :

بھنگہ بھی ہے پاٹ بھی ہے صباوں کی ہے

لیکن میں تجھے پوچھتا ہوں نہی :

یورپ کا تیری رگوں میں خون بھی ہے

(باقی برصغیر)

آئینِ عالم

(ذیقبرہ شکر گرامی جناب عبدالرشید صاحب کتبہ لاہور)

دین نذرِ سفیر و نشان فرخشتاں ہوا اور بہنِ یادۂ تہذیب و نمایاں ہوا
 اللہ اللہ پھر یہی آج بت خنجر کھنکھاتا آں براہیم آند کا لہو اڑاں ہوا
 عازمِ زندانِ نو ہوا آج حریت پسند غورِ طوقِ سلاقل فائدہ دواں ہوا
 لے گیا ان کو درِ اغیارِ پرزدقی سجدو جگہ دیرِ پناہ صبیہ ساہراک سلطان ہوا
 پھر تصنعِ غارۂ خسارِ عالم ہو گیا ناشناساں جمالِ محضیٰ نساں ہوا
 نف ہر لیتی بطنِ ستی سری تہوین ہوتی عشق کا نقدانِ زیرِ گنبدِ گرداں ہوا
 عاشقِ غائبِ شمارِ روئے حاضر ہو گیا اس طرحِ رحمِ جگرِ شرمندہ دریاں ہوا
 آہ وہ موجِ رواں طغیانِ نہیں گھر گئی جس کا ہر قطرہ شانِ بحرِ بے پایاں ہوا
 تیرے کاشانہ سوا کچھ باغبانِ صیادِ برق سوتیا ہوں کس لئے چشمِ کاساں ہوا

آخر شبِ سوئیوالے کچھ خبر بھی ہے تجھے

بزمِ اعدا میں کیس کے قتل کا سااں ہوا

حسن و عشق کے بے پناہ مار کو اگر کوئی شے روک سکتی ہے۔ تو فقط اثرات پابندی مذہب ہیں۔ پر وہ براندازی مذہبی گرفت کو ڈھیلا کر رہی ہے اب بے پردگی کی حالت میں حسن و عشق کو اپنا کام کر جلتے ہیں آپ ہی بتائیے۔ کون شے روک سکتی ہے۔ جواب ہوگا۔ عقل و تعلیم مگر تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ حسن و عشق پر عقل و تعلیم کبھی غالب نہیں آ سکتی۔ جب ہندوستان کے مرد عموماً جاہل ہیں۔ اور صاحب عقل و تعلیم نہیں۔ تو عورتوں کا کیا ذکر ہے؟ تعلیم ہی سے نیک و بد کا امتیاز ہوتا ہے۔ تعلیم سے متصف ہونے کے قبل اگر ان خواتین کو فحشاء و زانیہ کی ہوا کھانے کی اجازت دیجائے۔ تو غیرت قومی کی فٹن قوائے نفانی اور نادانی کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیگی۔ یہ کتنی بڑی غلطی کی بات ہے۔ کہ ہم غیر ملکی طرز معاشرت کی تقلید میں انہوں کی طرح اپنی ملکی طرز معاشرت اور نہ صرف رسم و رواج کو بھول جائیں۔ بلکہ مذہبی خصوصیات کو خیر باد کہیں۔ قومی نجات اور شرف کو اپنی خصوصیت اور امتیازی حیثیت کو ترقی لاچ سے معرض خطر میں ال دیں۔ یہ مردوں کا حد سے بڑھا ہوا خیال ہے۔ کہ عورتیں قومی ترقی میں مشترکہ حیثیت سے برابر کا حصہ لیں۔ یہ مردوں کا ہی قصور ہے۔ کہ وہ اصالتاً اس کام کو خود پورا نہیں کر سکتے۔ لہذا آج ان کو استعانت نسوانی اور امداد صنف نازک کی ضرورت پڑی۔ ذاتی فرائض و ولادت۔ پرورش و طفل۔ و خانہ داری میں عورتوں کی مشغولیت کچھ نہیں۔ لیکن اگر وہ اس کو پورا کریں۔ آج ہم جن کی عورتوں کی طرح اپنی عورتوں کو آزاد کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے مسائل آمدنی ذریعہ معیشت دولت و حکومت پر بھی کبھی ہم نے نظر ڈالی ہے۔ ہم ان کے طرز معاشرت کے نقال کامل اپنی ناداری کی بدولت ہو ہی نہیں سکتے۔ ایک انگریز اپنے بچوں کے لئے سینکڑوں روپیہ خرچ کر کے دایہ یا اتا رکھ سکتا ہے۔ مگر کوئی ہندوستانی جو اس طریقہ کو ہندوستان میں باآسانی عام کر دے

بیچ مذہب کا کسی صاحب نے ڈھیلا کر دیا ؟ سادہ طبعوں کو بالآخر اس نے گیلک کر دیا
شوق پیدا کر دیا بنگلے کا اور پتلون کا ؟ وہ مثل ہے غلے میں آٹا گیلک کر دیا
عورتوں کو مثل انگریزی عورتوں کے باہر نکالنے والے اور ان کو مردوں کی
طرح مغربی تعلیم باستان کے مذہبی تعلیم دینے سے یاد رکھئے کوئی ترقی نہ
ہوگی۔ بلکہ موجودہ حالت جو اپنے دائرے کے اندر رہنے سے کسی قدر غنیمت
ہے۔ وہ بھی جاتی رہیگی۔ یہ فیشن وہ بلا ہے۔ کہ گھر کی پونجی بھی رخصت کر دیا
جب کوئی دینیات سے واقف نہیں ہوتا۔ اور اس کے لطف و ذوق سے
نا آشنا رہتا ہے۔ وہ مذہب کی قدر ہی کیا کر سکتا ہے پردہ کی پابندی
اور قدر دانی تو مذہب ہی پر موقوف و منحصر ہے۔

کیا بتاؤں تم سے میں کیا فائدہ پر دے میں ؟ پردہ وہ شے ہے کہ دیکھو خود خدا پر دے میں ہے
خونِ ناحق غیرِ قوی کا یہ ہوتا ہے کیوں ؟ کونسا نقصان صاحب آپکا پر دے میں ہے
اگر پردہ بر اندازی کا یہ منشاء ہے کہ عورتیں مردوں کی طرح دوش بوش
دفاتر میں کام کریں۔ اور تمام مردانہ کاموں میں حصہ لیں۔ تو براہ کرم آپ اس
قطعہ کو بمصدق حال سمجھ کر ملاحظہ کریں۔ عورتوں سے ہند میں اب دیر پردہ کچھ
خوب ہے ان کو کھلے بندوں پھرایا کچھ ہے۔ آپ کے ہاتھوں ترقی جو نہ حاصل ہو کی
اب مرد سے عورتوں کی اس کو پورا کیجئے۔

منجملہ دیگر وجوہات کے ایک وجہ زبردست شیدایانِ حریت پردہ
اندازی کی یہ بھی دکھاتے ہیں کہ پردہ نشینوں کی صحت جسمانی پردہ سے
خراب ہو جاتی ہے۔ اور ان میں امراض مہلکہ کا زیادہ دور دورہ رہتا
ہے۔ بادی النظر میں یہ وجہ اس قدر قابلِ قبولیت ہے کہ گنجائشِ اعتراض
نہیں۔ تاہم یہ بہت ممکن ہے کہ ایسے شاذ و نادر واقعات ہوتے ہوں۔ مگر
ہم نے دیکھا ہے۔ کہ قانونِ فطرت کی دفعات امراضِ اجل سے کسی پردہ نشین
اور غیر پردہ نشین کو کبھی متشی نہیں دیکھا۔ ابھی حال ہی میں ہمیں یاد آتا ہے

کہ ہم نے سرفراز لکھنؤ یا اخبار جدت لکھنؤ کے جولاہی نمبروں میں دیکھا ہے۔ مسلمانوں کی آبادی ان کی ولادت کے لحاظ سے بمقابلہ ہندوؤں کے بڑھ رہی ہے۔ یا تخلیق اور ولادت کی فراوانی ان کی ناتوانی اور کمزوری پر دلالت کرتی ہے۔ زمان اسلام کا تعلق پردے سے جو کچھ ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اور ہندوؤں، مسلمانوں کا تناسب آبادی بھی قابل لحاظ ہے موجودہ پردہ نشین خواتین اگر غیر حصول تعلیم مغربی دلدادگان آزادی کے ساتھ نکل کھڑی ہوں۔ تو اس ناقص جوڑے غالباً مغربی خواتین کی پوری تقلید نہ مریگی اور مقصد اصلی اس سے پورا نہ ہوگا۔

ساتھ انگریزوں کے ان کی عورتیں ہیں اپنا ڈیپچھ پڑ جائیگی ہندی عورتیں ہو کر بلا عورتیں پردہ نشین ہیں ہاں شوق سے ڈیکھ لیں گے آپ ہی پردہ دہری کا خود مڑا

قطعات

نہ پردہ چناں روئے بر تافتی	کہ با آسماں نیز پرداختی
مگر تار مغرب چناں گشتی	کہ رایات آزادی اور اختی
حجاب زناں را برائے زناں	ضروری نہ افسوس بندشتی
بنزل رسید نہ ہم تا ہنوز	براہ ترقی با تاختی
بمصدق حال تو این شعر بہت	بگویم پردے تو باراستی
تو کار زمیں را نکو ساختی	کہ با آسماں نیز پرداختی

قطعہ اردو

چاہئے انکو دنیا آزادی نہیں برابر کی عورتیں تھلا رہے ہیں جی انکو + سنی بائیس کال پر کیا رکھے پردہ پائیں تعلیم + گھر گشتی کچھ نہ ہو سرکار + صنف نازک پیش خطیف + بکلیہ طائفی ہم برا میں مانا کہ خوب ہے تجویز + اس تسلیم نہیں تھلا رہے کجا بات یہ مگر کچھ بھی + کرنا اتنا مجھو سستی بند حکومتیں تو قیدی ہیں + خود ابھی تک انہیں کچھ نہ آتا + اپنی ہی بہر آزادی + قابل حق مگر نہیں سکھ عورتوں کو کر نیکی کیا آزاد + انکا تنقید یوں خود ہی تھلا رہے صنف صادق کیا نہیں نہ خوفہ راختہ نہ کھلا

قطعات دیگر

نتیجہ دیکھ لینا عورتوں کو دیکھ کر آزادی : کرو تعلیم میں مغرب تم پر سے کی برابری
 سنیں عالم جو ہوں اس کی فغان گوشوں کو : دیریں پر مچنی ہی آج عصمت کے فریادی
 دوا ہو درد کا حد سے گذرنا ہم یہ سنتے ہیں : کہ یہ پردہ نشیں پر دگی بچپن ہی میں عادی
 پڑھی لکھی جویں کرنے لگی ہیں گوہر افشانی : ربانی یابیں گی اس وقت ہی نکو پڑی شادی
 ظلمت گھر سے فرمایا اب یہ سر ہوٹل کی : میلان روٹیکے جھکے ٹھیکے لے خانہ آبادی
 جو طالب صنف نازک ہو گئی حق مساوی کی : ہر کلمہ بجا لگی اس وقت حریت کی استادی
 جسے دیکھو وہ پردہ کی خلاف رائے دیتا ہے : یہ آبادی کے سماں ہیں کہ میں سماں بلواری
 دوران تحریر رضیون ہذا ایک نوجوان گریجویٹ سے ہم نے پوچھا : کہ آپ
 پردہ کے مخالف ہیں ۔ یا موافق ۔ انہوں نے کہا : میں خلاف ہوں ۔ میں نے وجہ پوچھی
 تو فرمایا : کہ پردہ بالکل خلاف نیچر ہے میں نے کہا : اس خیال سے آپ نیچرل چیزوں
 کے پابند معلوم ہوتے ہیں ۔ اور ہر کام نیچر کی مطابقت میں کرتے ہیں ۔ تو خدا نے
 نیچر نے آپ کو ننگا مادر زاد پیدا کیا ہے ۔ کیا براہ مہربانی نیچر کی مطابقت کے
 لحاظ سے اس لباس کو جو خلاف نیچر ہے ۔ اتار کر رکھ دینگے ۔ اس کو سنکر وہ
 خاموش تھے کچھ وقفہ کے بعد بولے : کہ سو سائٹی اور موجودہ زمانہ کی طرف سے
 یہ لباس مقرر کیا گیا ۔ میں نے جواباً عرض کیا پردہ عورتوں کو خدائے دہا بھلال کی
 طرف سے مقرر کیا گیا ہے ۔ چونکہ وہ مسلمان تھے ۔ پابندی مذہب کے خیال سے
 سکوت اختیار کرنا پڑا ۔ یہ بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے ۔ اور احکامات کا دعویٰ
 ہے ۔ کہ جسکو حقیقی ترقی کہتے ہیں ۔ مسلمانوں کا طبقہ بغیر پابندی مذہب حاصل نہیں
 کر سکتا ۔ جو اصول و قواعد تیرہ سو برس سے ارجن کی بنیاد اُکلت لکم دینکم پر ہے
 اگر کوئی شخص اس ذاتی کو وارد کریگا ۔ تو یاد رکھئے یہ بھی منزل مقصود کو نکلیں
 پہنچے گا ۔ وہ ہمیشہ ترقی کو ڈھونڈتا ہی رہے گا ۔ اب ہم اپنے مضمون کو مسلمان العصر
 حضرت اکبر آبادی کے قطعہ پر ختم کرتے ہیں

کون کہتا ہے کہ انگلش کا نہ ہول سے مطیع ؟ کون کہتا ہے نہ کرافت و بسن پیدا
 کون کہتا ہے خلف سے مکرز سیت بسر ؟ کون کہتا ہے مکر و صیغ میں جو بن پیدا
 کون کہتا ہے کہ تو علم نہ پڑھ عقل نہ سیکھ ؟ کون کہتا ہے مکر حسرت لندن پیدا
 بس یہ کہتا ہوں کہ ملت کے معافی کو نہ چھوڑو راہ قوی کا نہ خود ہو تو ہی رہن پیدا
 تمہی شاخ فقط ہے تیری قوی ہر سہ ؟ یہ ٹٹی تو نہیں کوئی نشیمن پیدا
 (رشتہ ق حسن زمینا نوالی)

تحقیق المسائل

(از مولانا شاہ شرف الدین احمد صاحب بہار)

وال

کیا حکم ہے اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنے ایک موضع کو کہ جس کی آمدنی
 سو روپیہ ہے۔ مثلاً ایک سو روپیہ زرخیزگی قرض لیکر اس موضع کو مرن کر کے
 قبضہ میں قرض دہندہ کے دیا۔ اور جمع نہ پانچ روپیہ پیشخص کر کے اس کو
 ٹھیکہ کر دیا۔ پس ٹھیکہ لینے والے کو بوجہ دینے سو روپیہ پیشگی کے پچانوہ سو روپیہ
 نفع ملا۔ تو یہ سود میں داخل ہے۔ یا نہیں۔ ایسا معاملہ کرنے والا یعنی
 لینے والا اور دینے والا گنہگار ہو گا یا نہیں۔ بینوا بسند لکھا اب جزا کم للہ
 الوہاب۔ جواب

هوالموفق والمسلم للصواب واليه المرجع والمآب
 سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم
 چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس قرض کے سبب سے دان کو نفع ہو۔ وہ
 قرض ربو یعنی سود ہے۔ لہذا فقہائے اختلاف کیا ہے مفتفع ہونے میں تمہیں یعنی

رہن دار کے لئے مرہون سے (گو یا اجازت راہن یعنی رہن دہندہ کے ہو) اور فتوے اس پر ہے کہ اگر قرض دینے کے وقت یہ شرط ہوئی ہو کہ مرہون نقصان حاصل شدہ مرہونہ کا کرے گا۔ تو حرام ہے۔ اور اگر شرط نہ ہو تو جائز ہے۔ از روئے فتوے کے۔ مگر ناجائز ہے از روئے تقوئے کے۔ اور شرط ہونے کا دو طور ہے۔ ایک یہ کہ صاف صاف معاہدہ ہوا ہو۔ دوسرے کہ صاف صاف معاہدہ نہیں ہوا۔ مگر حالت طرہین کی ایسی ہے کہ اگر منجانب راہن اجازت نقصان متلاف شدہ مرہون کی نہیں ہوتی۔ تو وہ روپیہ نہیں دیتا۔ اور اگر بعد کسی قدر زمانہ کے قبل ادا کئے دیں کے راہن چاہے کہ اب مرہون حاصل شدہ مرہونہ چھوڑ دے تو مرہون راضی نہ ہوگا۔ اور تا ادا کئے زر پیشگی یعنی زر رہن کے ہرگز منفعت شدہ مرہون کی راہن کو نہیں دیگا۔ تب یہ بھی حکم میں اسی کے ہے کہ جیسے صاف صاف شرط ہو یعنی حرام ہے اور وہ نفع زر پیشگی کا داخل سود ہے۔ ہاں! اگر طرہین کی حالت ایسی ہو کہ بغیر لینے زر پیشگی کے بھی راہن ٹھیکہ موضع کا یہ تخفیف جمع از وجہ محبت یا قربت وغیرہ اسی طرح دے سکتا۔ جیسا کہ بوجہ ملنے قرض کے دیا ہے۔ اور مرہون بھی بغیر ملنے ٹھیکہ بہ تخفیف جمع مذکور کے روپیہ دے سکتا۔ یا یہ کہ بعد از انعقاد معاملہ مذکور کے بھی راہن پیداوار کو چھوڑ دانا چاہے۔ تو مرہون کو غدر نہ ہو۔ تب از روئے فتوے کے جائز ہے۔ مگر از روئے تقوئے کے نفیاً حدیث موصوف اس میں بھی یہ میرد احتیاط چاہئے۔ بہر کیف جب حاملہ رام یعنی ربوا کا ہوا تب لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں۔ مگر اتنا فرق ہے کہ دینے والے کو سود کھانے کا گناہ نہیں ہوگا۔ بلکہ صرف گناہ حاملہ ناجائز کرنے کا ہوگا۔ اور لینے والے کو معاملہ حرام اور کھانے سود کا دونوں گناہ ہوں گے

قال فی رهن الدار المختار فی بیان مع الانتفاع من الرهن لا یجوز للمرتهن
لانہ ربوا وقیل ان شرطہ کان ربوا والا فلا فی الاشباہ والنحو اھل اباح

الراهن للمقهن اكل الثمار وسكنى الدار ولبى الشاة الموهنة فاكلها
لم يضمن ولما منع ثم افاد في الاشباة انه يكره للمقهن الانتفاع
بذلك وسيجي اخراهن انتى وقال محقق الشامى في شرحه
قوله وقيل لا يحل للمقهن قال في المنع وعن عبد الله بن اسلم
السمرقندى وكان من كبار علماء سمرقند انه لا يحل له ان يتنفع
بشيء منه بوجه من الوجوه وان اذن له الراهن لانه اذن له في
الربوا لانه يستوفى دينه كاملاً فيبقى له المنفعة فضلاً فيكون ربوا
وهذا امر عظيم قلت وهذا يخالف لعامة المعتمدات من انه يحل
بالاذن الا ان يحل على الديانة وما في المعتمدات على الحكم
ثم رأيت في جواهر الفتاوى اذا كان مشروطاً صار قرضاً فيه
منفعة وهو ربوا ولا فلا بأس اهما في المنع لمخصوصاً وقره ابنه الشيخ
صالح وتعبه الحموى بان ما كان ربوا لا يظهر فيه فرق بين الديانة
والقضاء انتى وقال لمطاطوى في شرحه قوله سيجي اخراهن ذكر فيه
ان التعليل بانه الربوا يفيد ان الكراهة تخرجهما هم قلت والغالب
من احوال الناس انهم انما يريدون عند الدافع الانتفاع وهو لانه
لما اعطا الدارهم ولهذا بمنزلة الشرط لان المعروف كالمشروط
وهو ما يعين المنع والله تعالى اعلم انتى هذا اما الهمنى ربي في هذا
وعلم بالحق والصواب الله تعالى

(الكاتبه فقير محمد شرف الدين اصرح الله حاله وخفف اثاره

ساكن موضع سمري ديوبكر گنه سهرام ضلع شاه آباد مطابق تحقيق
حضرت والدا جدى مولانا حضرت شاه احمد حسين حنفى قادري قدس سره العزى
منقول :- تحقيق السائل كى عنوان كى تحت جس قدر ضامن شائع ہوتے
ہیں۔ ان سے فاكسا رديركا متفق ہونا ضرورى نہیں۔ علماء كرام كى خدمت میں

التماس ہے کہ مسائل پر اپنی تحقیق ارسال فرمایا کریں۔ ماہ جون کچھ رسالہ
مشرق الاسلام کے صفحہ ۴ پر جواب ۱۲ سے اکثر علمائے کرام نے اختلاف
کا اظہار فرمایا ہے۔ ایسے حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی
تحقیق روانہ فرمائیں۔ رسالہ میں درج کردی جائیگی۔ (مدیر)

✓ مکھیانہ کا دیکر ۲

(سلسلہ اشاعت گوشہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام ضعیف العمر ہو چکے تھے۔ آپ کی محبوب زوجہ
حضرت سارہ علیہا السلام بھی اسن یاس کو پہنچ چکی تھیں۔ ایسی حالت
میں حضرت سارہ کے بطن سے فرزند تولد ہونے کی خوشخبری خدا کے
فرشتہ نے سنائی۔ اس پر تعجب سے حضرت سارہ نے اپنا ماتھ اپنے
منہ پر مارا۔ عورتوں میں آجکل بھی تعجب کے موقع پر ایسا کرنے کا رواج
موجود ہے۔ قرآن مجید میں دو جگہ اس کا ذکر موجود ہے۔

وَلَمَّا دُعا بِعَلَمِ عَلِيمٍ قَالَتْ اِنِّیْ سَنَالِیْ
اِمْرَاً ثُمَّ فِیْ صَرَّةٍ فَصَلَّتْ وَجْهَہَا
وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِیْمٌ (سورہ ۱۹ ع ۶۶) انہوں نے منہ پر ہاتھ مارا۔ اور کہا بڑھیا بانجھ۔
یعنی تعجب سے حضرت سارہ نے کہا۔ کہ کیا بڑھیا ہو کر اور بانجھ ہو کر میرے
ہاں بیٹا تولد ہوگا۔ دوسری جگہ قرآن مجید حضرت سارہ کے منہ بیٹنے کی وجہ
خود بیان فرماتا ہے۔

قَالَتْ یٰوٰیْلَیْ اَیُّ اٰلٍ وَاَنَا عَجُوزٌ
وَهٰذَا بَطْنِیْ سَخِیْرٌ اِنْ هٰذَا لَشَیْءٌ
ہوں۔ اور یہ میں میرے خاندان بڑھے

عجیب و قالوا انھیں منہ افراد اللہ واقعی بھی عجیب بات ہے۔ فرشتے
 بونے کیا تعجب کرتی ہو اللہ کے کام سے۔ (پارہ ۱۲ - ۷۷)

حضرت سارہ کا یہ فعل کمال سرور اور کمال تعجب کی بنا پر تھا۔ مگر زمانہ
 حال کے شیعہ اس آیت سے محرم کے دنوں میں سینہ کو بی کے جواز میں
 پیش کیا کرتے ہیں۔ لکھیا نوی دیکر نے بھی اس آیت کو اپنے اشتہار
 میں درج کر کے اپنی جہالت اور حماقت کا مظاہرہ کیا ہے۔ کسی کے ماتم
 میں سینہ کو بی کرنا اس سے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا۔ منہ پر ہاتھ
 مارنا چار وجہ سے ہو سکتا ہے۔ تعجب۔ رنج۔ غصہ اور ماتم۔ شیعوں کے
 گھر میں اگر کوئی لڑکا پیدا ہو۔ تو اس کی خوشخبری سنکر اس آیت کے
 مطابق اپنا منہ پیٹ لیا کریں۔ اہل سنت مقررہ نہ ہوں گے کیا شیعوں
 میں کوئی ایسا سمجھدار نہیں۔ جو دیکر کو ایسے بودے اور بھراستدلال سے
 باز رکھے۔

آگے چلکر دیکر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ صبر کرنے اور جزع فرزع سے باز
 رہنے کا حکم عام مسلمانوں کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بیت کے لئے۔ اس سے
 ثابت ہوتا ہے۔ کہ بقول دیکر صرف سادات کو ہی بے صبری سے کام لینا چاہیے
 اور رونا پیٹنا اور سینہ کو بی کرنا ان کے لئے جائز ہے۔ اور وہ فضائل صبر
 و ثمرات صبر سے محروم ہیں۔ اور جس قدر دوسری اقوام سادات شیعہ کے ہمراہ
 سینہ کو بی کا شغل اختیار کرتی ہیں۔ وہ سب مرتکب فعل حرام ہیں۔ اور قرآن
 کے مخالف عمل کر کے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بناتی ہیں۔ پس تمام میراثیوں۔
 مسلیوں۔ دیکریوں اور دوسری اقوام کے شیعہوں کو یہ دیکری انعام مبارک
 ہو۔ سادات شیعہ تو بے صبری کر کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے
 فرمان کے مطابق خارج از ایمان ہو ہی چکے تھے۔ دوسری اقوام کے شیعہوں
 کے متعلق دیکر صاحب کا فتوئے قابل غور ہے۔

شیعوں - خدا کے لئے ضد اور تعصب کو چھوڑ کر ان تصریحات پر غور کرو۔ اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم و ایماہ اہل بیت کی نافرمانی سے باز آؤ۔ وما علینا الا البلاغ ✕

محزبات

(از حکیم مشتاق حسن صاحب لکھنوی - میاؤلی)

(۱) مرہم برقی - یہ کریم داد کے واسطے نہایت تیرہدف ثابت ہوا ہے۔ مثل دیگر مرہم کے یہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ کوئی خاص ترکیب استعمال نہیں ہے۔

مردانگ - سہاگہ بریاں - فلفل سیاہ - کات سفید - تخم کیکر - مرہم گندک - آبلہ سار - گل موہری - نیلا تھو تھو - تخم بنوار - بجلی انبیہ - تخم ترب - باز دسبز - جلد اوڈھ پیکر کر پتے میں چھانکر ریز لین سے چند عمدہ میں ملا کر لگا رکھیں۔

(۲) مرہم ناصور - ناصور کے علاوہ کہنے عیلا لاند مال زخموں پر بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ نہایت بہترین دوا ہے :-

نسخہ :- نیلا تھو تھو - ناخون شیر - صدف صاف سوختہ - قشر ہضم مرغ سوختہ - شب یامانی بریاں - مردانگ - آقا قیامسول - شاد رنج - باریک پیکر کھن لگاؤ یا ریز لین خالص برابر وزن سے چند اوڈھ ملا کر مرہم تیار کریں۔ روئی کی تھی بنا کر اس پر قدرے مرہم لگا کر ناصور کے اندر رکھیں۔ اور زخم کے لئے کپڑے پر لگا کے استعمال کریں۔

(۳) حب مرقہ - یہ گولیاں پرانی اور اس شد بد کھانسی میں جس کے سبب تے آجاتی ہے۔ بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ یہ حبوب احقر کے معمولہ مطلب

ہیں۔ نسخہ :- کثیر۔ ربالسوس ولایتی۔ صمغ عربی۔ آرد باقلائے قشر
گل پیچ کشیری۔ بادیان۔ مغز بادام شامخ۔ انیسوں۔ مغز ہدانا۔ مغز بنہی
کنبد۔ قند سفید۔ باریک پیکر لعاب اسبغول میں چنے بجا بر گولیاں
بنائیں۔ ایک گولی سنہ میں رکھ کر لعاب چوسیں

(۴) حب بوا سیر خونی۔ ان گولیوں کے استعمال سے بوا سیر کا دست
رک جائے آد خون بند ہو جاتا ہے۔ ایک ماشہ صبح اور ایک ماشہ سوتے
وقت دس تولد عرق بادیان کے ساتھ استعمال کریں۔ ترشی بادی۔ طبعی البضم
اشیاء۔ سرخ مرچ کے پیرینر

صفت :- سوت زرد عرق گلاب میں مقطر کر کے دم الاخون میں صمغ عربی
مغز تخم بجاؤں۔ گل سورج کچی بار۔ ایک پیکر صمغ عربی کے لعاب میں چنے برابر
گولیاں بنائیں۔ اور سایہ میں خشک کر کے محفوظ رکھیں۔

(۵) حب بوا سیر بادی۔ یہ گولیاں ریاحی بوا سیر کو دور کرتی ہیں۔
مدامت استعمال سے ریاحی بوا سیر کے لئے قابل اعتماد ثابت ہوئی ہیں۔
چار گولیاں رات کو سوتے وقت ہمراہ عرق بادیان دردی۔ عرق پودینہ استعمال
کریں۔ بادی اغذیہ سے پیرینر۔

نسخہ :- مقل اریق۔ ریونہ جینی۔ تخم گندنا۔ گل سورج کچی۔ مغز لکوی
مغز تخم بجاؤں۔ سچ قلمی۔ سوت زرد۔ باریک پیکر عرق بادیان میں چنے برابر
گولیاں بنائیں۔

(۶) سنون مرکب۔ ملتے دانٹوں کو جاتا ہے بشرطیکہ دانت جگہ نہ
چھوڑ چکے ہوں۔ دانٹوں کی جڑوں کو مضبوط کرنا مسوڑوں کی خراب رطوبت
کو خارج کرتا ہے۔ مسوڑوں سے خون۔ پیپ آنے کو روکتا ہے دانٹوں کے
میل صاف کرتا ہے گندہ دہنی کو دفع کر کے خوشبودار کرتا ہے۔ یہ منجن
دانٹوں کے واسطے نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ روزانہ دانٹوں پر

بعض اطباء قدیم نے چند اشیاء کو آپس میں ملا کر کھانے کی
حضرت کا تجربہ کیا ہے جن کا علم عامۃ الناس کے لئے نہایت ضروری
ہے۔ اس لئے حوالہ قلم ہے۔ ملاحظہ ہو۔ اہل تجربہ اطباء نے بیان کیا ہے۔
کہ دودھ کے ہمراہ گھٹائی نہ کھانا چاہئے۔ اسی طرح دودھ اور مچھلی ایک
ساتھ نہ استعمال کرنا چاہئے۔ دہی مولیٰ کے ساتھ نہ کھانا چاہئے۔ اور
نہ دہی پرندوں کے گوشت کے ساتھ اور نہ ستو چاول کے ساتھ۔
علامہ ازہر یہ بھی وہ اہل تجربہ حضرات حکم دیتے ہیں۔ کہ تانبے کے برتن
میں گھی یا تیل رکھ کر استعمال کرنا مضر صحت ہے۔ بید انجیر کی ٹکڑی
کی آگ سے کباب بھونکر استعمال نہ کرنا چاہئے۔ ایک وقت میں مختلف
قسم کے کھانے نہ کھانا چاہئے۔

(نوٹ) اطباء کرام کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ خلق خدا کی بچہ
کے لئے اپنے بھرات بھرض اشاعت ارسال فرما کر ممنون فرمایا کریں۔
(خاکسار میر)

معمول کا حل

آج تک جس قدر مجھے رسالہ شش لاسلام میں درج ہو چکے ہیں۔ ان
کے حل کی طرف قارئین نے بہت کم توجہ کی ہے۔ آج کی اشاعت میں تمام
مجھے دوبارہ درج کئے جاتے ہیں۔ جن حضرات نے انہیں حل کرنے کی سعی کی
ہے۔ ان کے اسماء بھی درج ذیل ہیں:-

- ۱۔ وہ کیا چیز ہے جس کو ہندو اور مسلمان سب کھاتے ہیں۔ اگر اس کا سر کاٹا
جائے۔ تو کوئی نہیں کھاتا۔ اگر کوئی کھائے۔ تو مر جائے۔ (بحال ہندی منشا)
- ۲۔ حل۔ قسم۔ حق کو علیحدہ کیا جائے۔ تو سم رہ جاتا ہے۔ سم زہر کو کہتے ہیں

حل کنندہ۔ مولوی عطاء محمد صاحب انکوٹ اللہ یار مرحوم
(۲) بخاند من مہمان آید شاید کہ در بارغ شما خفتہ باشد۔
باید کہ سرش بریدہ ارسال فرمایند۔ نہایت درکار است۔ (رسالہ جنوری ۱۳۲۲ء)
حل۔ میرے گھر میں مہمان آیا۔ شاید آپ کے بارغ میں (خفتہ معنی سویا
جو ایک بنری ہے۔ جسکو عری میں شبت بولتے ہیں) معنی سویا کا ساگ ہو تو
کاٹ کر بھیجید۔ نہایت ضرورت ہے۔

حل کنندہ۔ عبدی کا تب رسالہ ہذا
(۳) یکے مرغ دیم نہ پاؤ نہ پیر نہ از شکم مادر نہ پشت پید
نہ بر آسمان و نہ زیر زمین ہمیشہ خورد گوشت آدمی
حل۔ غم یا مرض (رسالہ جنوری ۱۳۲۲ء ص ۶)

حل کنندہ۔ مولوی امیر علی صاحب مگنگوی۔ مولوی عطاء محمد صاحب کوٹ
اللہ یار مرحوم

(۴) مردہ بد ریا میرود۔ دیدم کہ شکم میخورد۔ (رسالہ جنوری ۱۳۲۲ء ص ۲۲)
حل۔ ایک مردہ دریا میں بہتا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ (شل۔ غم
شل معنی ایا ہج یعنی لنگڑا بولا) یعنی ایک آدمی شل (یعنی لنگڑا بولا) کنارے
پر غم کھا رہا تھا کہ مجھے اگر محبت ہوتی۔ تو ضرور دریا سے مردہ کو نکال لیتا۔
حل کنندہ۔ عبدی کا تب رسالہ ہذا

(۵) خم چون نگوں گشت از قطرہ ریخت۔ ہوش زد ہوش ز محبت گر سخت
(رسالہ ۱۵ مئی ۱۳۲۲ء ص ۱۷)

حل۔ خم کو اٹا کرنے سے مخ بن گیا۔ خ کا نقطہ گرانے سے مخ رہ گیا
مہوش سے ہوش علیحدہ کرنے پر نہ باقی رہا۔ مخ اور نہ ملکہ سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی محمد بن گیا۔
حل کنندہ۔ مولوی سید محمد سعید صاحب نندوال د عبدی کا تب اور

مولوی عبدالرشید صاحب ابد مولانا عبدالمعز صاحب ننگ منلیع لاہور
(۶) اگر وہ کاسہ چینی شکر تری آنتے۔ بقیت ہزار اہل بھونجی اورد

(رسالہ ماہ مئی ۳۲ء ص ۵۴)

حل :- اگر چینی کے کاسہ میں شکر تری یعنی کھانڈ پنجابی میں کھنڈا اور نیز
پنجابی میں محاورہ ہے کہ جو برتن تھوڑا سا ٹوٹ جائے۔ تو کہتے ہیں کہ
اس کو کھنڈ پڑ گیا۔ اہل اصل مطلب یہ ہوا کہ جب چینی کے پیالہ میں کھنڈ
پڑ جائے۔ یعنی تھوڑا سا اس کا ٹکڑا الگ ہو تو جو کی قیمت کا ہو جاتا ہے
(رسالہ ماہ مئی ۳۲ء ص ۵۴)

حل کنندہ :- عبدی کاتب رسالہ ہذا

(۷) کیا ہوں میں بتلیئے اک بیخ حرفی نام ہوں + ہر صبح غائب ہو تو روشن ہوں
میرا پہلا تیسرا اور دوسرا اگر حرف لیں + تینوں ان حرفوں سے گنتی کا درجہ
سرقلم کرنے سے بھی بچوں ملک پر ناز سے + پاتر نشی میں کھلاؤں کرشمے ساز کے
(رسالہ ماہ جون ۳۲ء ص ۵۴)

حل :- ستارہ

حل کنندہ :- مولوی محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں مغربی۔

(۸) بنام یار من بیخ حرف دارد + اگر یک کم کفی تا ہشت ماند۔
(رسالہ ماہ جون ۳۲ء ص ۵۴)

حل :- نام مبارک امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ع کم کرنے سے عثمان رہ جاتا ہے۔ جو عربی میں آٹھ کو کہتے ہیں۔

حل کنندہ :- مولوی ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں مغربی

(۹) چشم را ضم کن دہن را باز کن + تا شود ساکن دلی ویران من

(رسالہ ماہ جون ۳۲ء ص ۵۴)

حل :- نام مبارک امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

عین کو چشم کہا۔ اس پر ضم اور ضم کو دہن کہہ کر اس کا کھولنا کہا۔ یعنی نیم مفتوح۔ ساکن دلی ویران کا دل صرف ترساکنہ ہے۔ جس کے ملائے سے عمر بن جاتا ہے۔

حل کنندہ:- مولوی ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں مغربی (۱۰)۔ یم چو جاری شد ز ابواب کریم + ادجد شد از سراب لیم (رسالہ ماہ جون ۱۳۲۲ء ص ۶)

حل:- نام مبارک امیر المومنین سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ابواب کریم سے یم جدا کر کے اب کا الف بھی اڑا دینے سے ابوبکر بن جاتا ہے۔

حل کنندہ:- منشی غلام حسین بھروی محرر رسالہ شمس الاسلام

جدید محتمے

حسب ذیل محتمے مزید درج کئے جاتے ہیں۔ ارباب ذوق ان میں غور و فکر کر کے ان کے حل سے مطلع فرمائیں:-

۱۔ لگ لگ کہوں تو نہ لگے + مت لگ کہوں تو لگ جائے۔

از مولوی عبدالرشید صاحب مزنگ ضلع لاہور

۲۔ گس کو باغ میں جانے نہ دیجئے۔ کہ ناحق خون پروانہ کا ہوگا

از حکیم شفاق حسن صاحب میانوالی

۳۔ ضمیر آگاہ پر گم از تو غزے + جواش گرد ہی از روئے فطرت

چہ چیز است آں در اگر راست خوانی + بود در باغ اے صاحب کرمیت

وگر خوانی تو قلبش کردہ آں را + بود بر آساں اے ماہ حکمت

(از مولوی عبدالقادر صاحب امام سبچیک سین لائن)

تحفہ جعفریہ بطرز جدید روشنیہ

(مؤلفہ مخدوم ابوالباسم غلام جعفر شاہ حسینی نقوی البخاری تاج الدین روضہ سلطانیہ و خطیب جامع مسجد کلاں بھکر)

استفتاء

ملک پنجاب کے شیعہ عموماً اور علاقہ بھکر کے شیعہ خصوصاً اوقات نماز میں جو اذان کہتے ہیں۔ اس میں توحید و نبوت کی شہادت کے بعد اَشْهَدُ اَنْ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ یا امیر المؤمنین حقاً یا اَنْ مُحَمَّدًا وَاَسْلَ مُحَمَّدٍ خَيْرُ الْبَشَرِ کہتے ہیں۔ اور اہل سنت و اجماعت ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ اذان میں شہادت توحید و رسالت کے بعد ہی علی الصلوٰۃ آ آخر کہتے ہوئے ختم کرتے ہیں۔ اور اذان میں علیاً ولی اللہ کہنے سے منع کرتے ہیں۔ اور گناہ بتلاتے ہیں۔ کیا از روئے انصاف اَشْهَدُ اَنْ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ اذان میں تھایا نہیں۔ حضور رسول اللہ یا امیہ اثنا عشر (بارہ امام) کے عہد ہمایوں ہند میں بانگ میں علیاً ولی اللہ وغیرہ کہا جاتا تھا یا نہ۔ اور پھر ایسا کہنا گناہ اور ناجائز ہے یا نہ؟

الجواب :- اَشْهَدُ اَنْ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ وغیرہ الفاظ اصل اذان میں نہیں آئے نہ حضور رسول اللہ اور نہ امیہ المہدیت کے اوقات مبارکہ میں کہا گیا۔ بلکہ بدعتی لوگوں کی بناوٹ اور ایجاد ہے۔ اور واقعی گناہ اور ناجائز ہے۔ علماء اہل سنت تو درکنار خود محققین شیعہ بھی اس کو بدعت بر اجانتے ہیں۔ اس کی بناوٹ کرنے والوں اور اذان میں علیاً ولی اللہ بڑھانے والوں کو لعنت کرتے اور لعنت کھاتے ہیں۔ جیسے کہ شیعہ مذہب کی بڑی معتبر کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے باب الاذان میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام جعفر صادق علیہ السلام کی زمانی اصل اذان کے الفاظ جو بعینہ اہل سنت کے معمول ہیں لکھنے کے بعد لکھا ہے۔ جو تمام حجت

کے لئے اصل عبارت مود ترجمہ لفظی تحریر ہے۔ وہو ہذا لفظ ہے الاذان الصبح
 لا یرید ولا ینقص منه والمفوضۃ لغنم اللہ قد وضعوا اخباراً ورواوا فی الاذان
 محمد و آل محمد خیر البریۃ مرتین وفی بعض روایاتھم بعد اشہد ان محمد رسول
 اللہ اشہد ان علیاً ولی اللہ مرتین وفیہم من روی بدل ذلک اشہد ان
 علیاً امیر المؤمنین حقاً مرتین ولا شک فی ان علیاً ولی اللہ واذہ امیر المؤمنین
 حقاً وان محمد و آلہ صلوات اللہ علیہم خیر البریۃ ولكن لیس ذلک فی اصل
 الاذان وانما ذکر لتعرف بہذک الزیادۃ المتھمون بالتفویض المدلسون
 انفسہم فی جملتنا (ترجمہ) یہ (مذکورہ اذان) وہی اذان صحیح ہے۔ نہ زیادہ
 اور نہ گھٹائی جاوے۔ اس سے اور شیعہ مفوضہ لعنت کرے ان کو اللہ تعالیٰ
 تحقیق گھڑیس انہوں نے حدیثیں اور زیادہ کر دیا انہوں نے اذان میں محمد و
 آل محمد خیر البریۃ دو بار۔ اور ان کی بعض روایتوں میں اشہد ان محمد رسول اللہ
 کے بعد اشہد ان علیاً ولی اللہ ہے مودفہ۔ اور ان میں سے بعض نے روایت
 کیا بدل اس کا اشہد ان علیاً امیر المؤمنین حقاً دو بار۔ اور اس میں کوئی شک
 نہیں کہ یقیناً علی ولی ہے۔ اور امیر المؤمنین حق ہے۔ اور محمد و آل محمد خیر البریۃ یعنی
 ساری مخلوقات سے بہتر ہیں۔ لیکن یہ زیادتی اصل اذان میں نہیں۔ اور ہوائے
 اس کے نہیں کہ ذکر کیا میں نے یہ مسئلہ تاکہ پیچانے جاویں اس زیادتی کے شیعہ
 مفوضہ یعنی غالی جو سمجھنے والے ہیں اپنے آپ کو ہماری جماعت میں۔ من عینہ من لا
 یحضرہ الفقہ جلد اول باب الاذان ص ۹۳

شیخ صدوق اس مسئلہ میں واقعی صدوق ہیں۔ بلا خوف لومۃ لائم ضالکھدایک
 اذان صحیح کیا ہو۔ گھٹانا بڑا مانع ہے اور اس پر علیاً ولی اللہ بڑھانے والے ملعون ہیں
 اور کہ وہ غالی ہماری جماعت شیعہ سے بھی خارج ہیں۔ وغیرہ وغیرہ سے
 مریض بعض بہ نسبت خدا کی
 مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

استفتا

دوبارہ تحقیق تکبیرات نماز جنازہ

چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ صرف است محمدیہ کے لئے ہے یا پہلی امتوں میں بھی اس کا حکم تھا۔ اور اگرچہ شیعہ سنی کا چار یا پنج تکبیروں والا جھگڑا بھی تماشہ گاہ عالم بنا ہوا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ائم سابقہ کتنی تکبیریں پڑھتی تھیں۔ اور حضور خیر ارسل ختم الانبیاء علیہ السلام اور صحابہ کرام و اہلبیت عظام کا کیا معمول رہا۔ اور علمائے کرام اپنا مدعا کتب مقبرہ شیعہ کے دکھلا سکتے ہیں۔ مینوایا تاشا قیا۔

الجواب: نماز جنازہ ایسی مفید و بابرکت دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کسی امت کو آدم سے ایندم تک محروم نہیں رکھا۔ اور چار تکبیریں ہی پڑھی گئیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے صلی جبرائیل علیہ السلام علی آدم علیہ السلام وکبر علیہ اربعاً کہ نماز جنازہ پڑھی۔ جبرائیل علیہ السلام نے او پر آدم علیہ السلام کے تکبیریں چار اور جبرائیل علیہ السلام نے فرشتوں سمیت جنازہ پڑھا۔ اور دفن کئے گئے۔ آدم علیہ السلام مسجد ضعیف میں اور قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارے گئے۔ اور محمد بنائی گئی۔ اور قبر کو نافذ بنائی گئی۔ (رداہ سنن دارقطنی)

حدیث دوم: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتوں نے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام پر جنازہ پڑھا چار تکبیریں پڑھیں۔ وقالوا ھذا سنتکم یا بنی آدم اور کہا فرشتوں نے یہی طریقہ تمہارا ہے اے اولاد آدم (دارقطنی)

حدیث سوم: انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور پر نور علیہ السلام نے فرمایا

کہ فرشتوں نے نماز جنازہ میں آدم علیہ السلام پر چار تکبیریں پڑھیں۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے حضور رسول اللہؐ پر چار تکبیریں پڑھیں۔ اور امیر عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق ابو بکرؓ پر چار تکبیریں پڑھیں۔ اور صہیب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروقؓ پر چار تکبیریں پڑھیں۔ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امام علی کرم اللہ وجہہ پر چار تکبیریں پڑھیں۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے امام حسن صلی اللہ علیہ وسلم پر چار تکبیریں پڑھیں۔ (دارقطنی) اور انہی الفاظ سے ایک اور حدیث بھی لکھی ہے۔ مگر اس کے پہلے یہ الفاظ زیادہ لکھے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ کان آخر ما کثر النبی علی السلام علی الجنائزۃ اسبعاً۔ یعنی حضرت اقدس کی آخری آخری نماز جنازہ چار تکبیریں تھیں وغیرہ من عینہ سنن دارقطنی جلد اول کتاب الجنائز ص ۱۹ فقہا کرام نے بتا، علیہ اسی چار تکبیروں پر فتوے دیا ہے۔ اور اسی پر صحابہ کرام و اہلبیت عظام اجماع ہو چکا ہے۔ انفقہ الاجماع علی الادبۃ کبیرۃ شرح منیۃ المصلی ص ۵۵ لہذا فی جمیع کتب الفقہ۔ کتب شیعہ میں بھی اس کا کافی ثبوت اور کافی ثبوت موجود ہے۔ چنانچہ شیعہ کی مقبرہ کتاب صحیح کافی میں حدیث صحیح صریح موجود ہے عن محمد بن محاجر عن امہام سلمہ قالت سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول کان رسول اللہ علیہ السلام اذا صلی علی میت کبر و تشهد ثم کبر و صلی علی الانبیاء و دعا ثمر کبر و دعا للمؤمنین ثم کبر الراجعہ وانصرف ولم یدع للمیت (ترجمہ لفظی) روایت ہے محمد بن مہاجر سے وہ روایت کرتا ہے اپنی والدہ ام سلمہؓ سے کہ کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سنائیں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے تھے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے اور کسی میت کے تو تکبیر کہتے اور کلمہ شہادت پڑھتے پھر تکبیر کہتے اور دوسرا شریف پڑھتے انبیاء علیہم السلام پر اور دعا کرتے پھر تکبیر کہتے اور دعا کرتے واسطے مومنوں کے پھر تکبیر کہتے چوتھی اور دعا کرتے واسطے میت کے پھر تکبیر

ورد علیہ السلام علی الجنائزۃ علی النبیین ثم کبر الراجعہ
ورد علیہ السلام علی الجنائزۃ علی النبیین ثم کبر الراجعہ

کہتے اور فارغ ہو جاتے۔ پس ہر گاہ منع کر دیا اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے سے اور پر منافقوں کے (تو حضور علیہ السلام جنازہ یوں پڑھتے تھے کہ) تکبیر کہتے تھے اور کلمہ شہادت پڑھتے تھے پھر دوسری تکبیر کہتے اور عدد و شریف پڑھتے نبیوں علیہم السلام پر پھر تیسری تکبیر کہتے اور دعا مانگتے واسطے مومنوں کے پھر تکبیر کہتے چوتھی اور فارغ ہو جاتے اور نہ دعا مانگتے واسطے

میت کے من عینہ فروع کافی کلینی جلد اول ص ۹۵ اور بعینہ ہی حدیث صحیح من لایحضرہ الفقیہ جلد اول باب فی صلاۃ المیت ص ۱۵ اور معتبر کتاب شیعہ علل الشرائع باب دوست چہل و چہارم ص ۱۳۱ میں موجود ہے من شاء فلیطالع۔ اس سے صاف معلوم و مفہوم ہوتا ہے کہ پانچ تکبیریں کا پڑھا جانا اس وقت تھا۔ جب تک کہ منافقوں پر نماز جنازہ کی ممانعت نہ ہوئی تھی۔ جب آیت منع ولا تفضل علیٰ احد منہم صلات ابداً نازل ہوئی۔ اور صرف خالص مومنوں کے جنازہ کا حکم رہ گیا۔ تو حضور پر نور علیہ السلام کا معمول چار تکبیرات ہی ہو گیا۔ باقی سب منسوخ اور کالعدم۔ پانچ تکبیریں پڑھنا خدا و رسول الہییت کے حکم کنہ ماننا ہے۔ کوئی شیعہ اس حدیث کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ ہی دے سکیگا۔ ضدیت اور لالسم لا علاج مرض ہے۔ والسلام

معین حسن

چہرے پر ملنے سے چھائیوں۔ کیلوں۔ بد نما داغوں سے بگڑے ہوئے چہروں کو صاف و شفاف مثل گلاب بنانا دیتا ہے۔ اس کے استعمال کرنے سے چہیک کے داغ نبیاء و جتھے معدوم ہو جاتے ہیں۔ اس کی خوشبو اعلیٰ درجہ کی ہو قیمت فی شیشی ۱۰ روپے، فراہم کر تے وقت اپنا نام و پتہ آیتہ خوشخط لکھیں۔ ملنے کا پتہ۔ لے۔ ڈوی چستی اینڈ کمپنی بمبئی ضلع مشاہدو (پنجاب)

اسرار و نکات

۱۔ ماہ مئی ۱۹۳۱ء میں لالہ موہن سے ملک وال جانے والی گاڑی پر ایک مولوی صاحب سوار تھے۔ ایک شیعہ مبلغ بھی مجمع جہلا میں سینہ کو پی و مرتضیٰ خوانی کے فضائل بیان فرما رہے تھے۔ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت و شہادت کا ذکر بھی۔ انگیز پیرایہ میں کیا۔ مولوی صاحب اور شیعہ مبلغ میں حسب ذیل مکالمہ یہ مجلس ختم ہو گئی۔

مولوی صاحب: کیا سبطانی حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر کر رہے ہو؟
شیعہ: جی ہاں۔ میدان کربلا میں ان کی مظلومیت اور شہادت کا حال تمام دنیا کو معلوم ہے۔ مخصوص علی الصغر کا باپ کی گود میں ٹرپ کر جان دینا۔ جوان علی اکبر کا ٹرپنا ہوا لاشہ سامنے نظر آنا۔ بالآخر سید الشہداء کے پیاسے گلے پر خنجر کا چلنا۔ تاریخی حقائق ہیں۔

مولوی صاحب: میں ہرگز ان واقعات کی صحت کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہوں۔ لولاک کے نواسہ کا اس طرح مصائب برداشت کرنا اور اجماعی اعداد کا نازل نہ ہونا میرے نزدیک ناممکن ہے۔ حضرت امام اگر ایک دفعہ کچھ تہرے فوج اعداد کو دیکھتے یا ایک لفظ بھی بد دعا کا زبان سے نکالتے۔ تو چشم زدن میں معاذین فنا کے گھاٹ اتر جاتے۔ لہذا یہ تمام واقعات بالکل غلط ہیں۔

شیعہ: نہیں صاحب۔ آپ بھی عجیب آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ تمام دنیا ان واقعات کی صحت کو تسلیم کر چکی ہے۔ اور آپ انکار کئے جاتے ہیں۔ واقعی درد انگیز اور ہولناک مصائب حضرت امام علی مقام پر توڑے گئے۔ مگر حضرت امام علیہ السلام نے صبر سے کام لیا۔ صبر ان کا شیوہ تھا۔ صبر ان کا شعار تھا۔ انہوں نے اُفت تک زکی۔

مولوی صاحب: کیا واقعی حضرت امام نے مصائب پر صبر کیا تھا۔ کیا تم یہ

پسلیم کرتے ہو؟

شیعہ۔ ہاں یہ ہمارے مسلمات سے ہے۔

مولوی صاحب۔ حضرت امام نے صبر کیا تھا۔ تو اب تمہیں کون سی نئی مصیبت پیش آئی ہے؟ جس کی بنا پر سیدہ کو بیوا دیا اور شور و خروش شروع کر رکھا ہے۔

گاردی کے تمام مسافر اس جواب سے محفوظ ہوئے۔ اور شیعہ بہت رو گیا۔ اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور ملک وال تک اسے کسی سے کلام کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

لطائف و طرائف

سابق والی ریاست رامپور مذہباً شیعہ تھے۔ ان کا خاندان اہل عرب کی محبت میں مشہرت حاصل کر چکا تھا۔ اس لئے اہل عرب رامپور کے دالیان ریاست کی خدمت میں حاضر ہو کر تحائف و انعام حاصل کرنے کے عاری تھے نواب صاحب آنجنابی ہر عرب سے اس کا مذہب دریافت کیا کرتے تھے۔ حرمیں و طامع عرب اپنا مذہب شیعہ بتا کر نواب صاحب کو خوش کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک عرب صاحب مکہ معظمہ سے رامپور میں تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے ہم مشربیوں سے ادب ملاقات دریافت کر لئے تھے۔ تمام دن اپنے آپ کو نواب صاحب کے سامنے حاضر ہونے کے لئے تیار کرتے رہے شام کے وقت حاضری کا موقع ملا۔ شاہی شان و شوکت سے مرعوب ہو کر ہوش و حواس کھو بیٹھے۔ تمام تعلیمات دل سے فراموش ہو گئیں۔ نواب صاحب نے دریافت کیا۔ تمہارا مذہب کیا ہے؟

انتہائی گھبراہٹ میں جعفریہ۔ اثنا عشریہ یا شیعہ کے الفاظ بھول گئے۔

شماره ۱۱ سلام بصره

نمبر

اگست ۱۳۲۶

گوشواره مدخل مرکزی دفتر حزب الانصار بحیره (نیجیب) از یکم اپریل ۱۹۳۲ تا ۳۱ جولائی ۱۹۳۲

نام ماه و سنده	بیمه ماهی	مدینه	کسبیت	طیلا و اعمام	تبلیغ	میزان کل	کسبیت
۱۹۳۲ اپریل	۸	۵۱	۰	۳۰	۶	۳۶	۰	۱۱۷	۱۱۷
۱۹۳۲ مئی	۳	۴۸	۰	۳۳	۶	۳۶	۰	۱۱۷	۱۱۷
۱۹۳۲ جون	۸	۲۶	۰	۲۵	۳	۳۸	۰	۸۶	۸۶
۱۹۳۲ جولائی	۲	۲۹	۰	۲۹	۲	۱۳	۵	۸۱	۸۱
۱۹۳۲	۰	۱۵۵	۸	۲۵	۳	۵۳	۴۰	۲۳۲	۲۳۲
میزان	۰	۱۵۵	۸	۲۵	۳	۵۳	۴۰	۲۳۲	۲۳۲

کیفیت کارکردگی

ماہ جولائی میں مولوی عبدالرحمن صاحب مبلغ نے علاقہ بانی کے متعدد دیہات کا دورہ کیا۔ مدیر کو اس عرصہ میں علاوہ دیکھوں (تحصیل چکوال) میانوالی (علاقہ دھار) پیل و پیرہاڑ و میانوالی ضلع شاہ پور، اور کہوٹہ (ضلع راولپنڈی) کے تبلیغی جلسوں میں شمولیت کا موقع ملا۔ یوم میلاد النبی ۱۲ ربیع الاول کو جامع مسجد بھیرہ میں بسپرستی حزب الانصار شاندار طریقہ سے منایا گیا۔ محلہ پیر اعظم شاہ مرحوم سے شاندار جلوس نکالا گیا۔ حضرت پیر محمد شاہ صاحب اور مولانا محمد قاسم صاحب نے جلوس و جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے نہایت اہتمام سے کام لیا۔ جامع مسجد میں ہزار ہا کی تعداد میں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم جمع ہوئے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب مبلغ اور مولانا محمد قاسم صاحب کی تقاریر کے بعد خاکسار مدیر نے سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ بیان کیا۔ جلسہ کے موقع پر مخدوم الملت قبلہ عالم حضرت مولانا حافظ محمد قمر الدین صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف کا رونق افروز ہونا نہایت خوش قسمتی کا باعث ہوا۔ جمیع حاضرین فرط انبساط سے مغموم رہے تھے۔ چار گھنٹے کے بعد یہ باکرت جلسہ بجے اختتام پذیر ہوا۔ دوسرے روز حضرت مولانا محمد ذاکر گبوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک منعقد ہوا۔ اور اسی عرس کے لئے حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ نے درخواست شمولیت قبول فرما کر بھیرہ کو اپنے قدم مہینت لزوم سے شرف فرمایا تھا۔ دارالعلوم عزیزہ بھیرہ بفضلہ تعالیٰ کامیابی سے جاری ہے۔

مسئلہ احیاء موتی پیر الفاروق قادیان کے ایک مضمون کے جواب
اطلاع میں مولانا قاضی ذخیل احمد صاحب نوشہرہ دی کا ایک حرکتہ الاکار

مضمون دفتر نیا میں موصول ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں وہ مضمون درج ہوگا۔ قارئین منتظر رہیں۔ (مدیر)

تاریخی حقائق

(مشقی غلام حسین مولوی۔ بصرہ)

اپنے والد کی حیات میں سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ابوبکر اطاح بن مطیع کے کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔

جس نے سب سے اول بیت المال بنایا۔ اور قرآن شریف کو صحف کا خطاب دیا۔ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے امیر المؤمنین کہلائے۔ درہ ایجاد کیا۔ سنہ ہجری جاری کیا۔ تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔ دیوان خانہ تعمیر کرایا۔

جس نے سب سے پہلے چراگاہیں مقرر کیں۔ جاگیریں دیں۔ جمعہ میں اذان ثانی پڑھوائی۔ مؤذنوں کے وظیفے مقرر کئے۔ پولیس مقرر کی۔ وہ حضرت عثمان غنیؓ ہیں۔

جس کے دربار میں سب سے پہلے دشمن کا سرکٹ کے آیا۔ وہ عبداللہ ابن زبیر ہیں۔

جس نے سب سے پہلے اپنا نام سکہ پر جاری کرایا۔ عبدالملک بن مروان جس نے سب سے پہلے اپنا نام لیکر پکارا۔ یہ کو منع کیا۔ ولید بن عبدالملک ہے۔ جنہوں نے سب سے پہلے القاب کا استعمال کیا۔ خلفا بنی عباسؓ ہیں۔ سفاح کھذمانہ میں زبانیں مختلف ہوئیں۔

منصور نے سب سے پہلے نجومیوں کو بلایا۔ اور ان کے کہنے پر عمل کیا۔

اور اپنے غلاموں کو حاکم بنایا۔ اور عرب کا گورنر کیا۔
مہدی نے سب سے اول غیر مذاہب کے رد میں کتابیں لکھوائیں
ہادی نے سب سے پہلے جلوس میں تلواریں اور نیزے لیکر سپاہیوں
کو چلایا ہے۔

ہارون الرشید سب سے اول جو گان کھیلایا۔
جس کو سب سے پہلے لقب کے ساتھ پکارا گیا۔ اور جو سب سے پہلے
لقب کے ساتھ لکھا گیا۔ امین ہے۔

معتصم نے سب سے اول ترکوں کو دیوانوں میں جگہ دی۔
متوکل نے سب سے اول ذمی کافروں کا خاص لباس مقرر کیا۔
جس کو سب سے پہلے ترکوں نے شہید کیا۔ متوکل ہے۔
ستعین نے سب سے اول چوڑی آستین اور چھوٹی ڈوپیاں
استعمال کیں۔

معتز نے سب سے اول گھوڑوں کو چاندی کا زیور پہنایا۔
معتز پر سب سے اول جبر و قہر کیا گیا۔

مقتدر بچپن میں سب سے پہلے خلیفہ بنایا گیا۔
جو شخص سب سے اول اپنی والدہ مکرمہ کی حیات میں خلیفہ ہوا۔ وہ
حضرت عثمان غنیؓ ہیں۔ پھر ہادی۔ رشید۔ امین۔ متوکل۔ مستنصر۔ ستعین
معتز۔ معتضد۔ مطیع ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
اور مامون کے سوا کوئی خلیفہ حافظ قرآن نہیں ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خلفائے بنی عباس میں ایک شروع کرنے
والا ہے۔ دوسرا درمیانی ہے۔ تیسرا آخری ہے۔ چنانچہ منصور شروع
کرنے والا اور مامون درمیانی اور معتضد آخری ہے۔

خلفائے بنی عباس میں سفاح مہدی اور امین کے علاوہ سب کینز کوں کی اولاد تھے۔

حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت حسن بن حضرت علی بن ابی طالب اور امین بن رشید کے سوا کوئی ہاشمی خلیفہ ہاشمی بطن سے نہیں تھا۔ ایک باپ کے تین بیٹے یکے بعد دیگرے سوائے امین - مامون اور معتصم کے اور اولاد ہارون الرشید میں مستنصر معتز اور معتد اولاد متوکل ہیں۔ اور راضی مقتضی مطیع اولاد مقتدر میں خلافت پر نہیں بیٹھے۔
(تاریخ الخلفاء)

بنگال میں اسلام کی ابتدا

سندھ شمال مغربی اور جنوبی ہند کے بہت بعد اسلام بنگال میں پہنچا۔ لیکن باایں یہ بھی دین فطرت اور اسلام کا اعجاز ہے۔ کہ جس قدر مسلمانوں کی تعداد اس صوبہ میں زیادہ ہے۔ آئینی ہندوستان کے کسی اور صوبہ میں نہیں بہر حال بارہویں صدی عیسوی کے آخر میں بختیار خلجی نے بنگال و بہار فتح کیا۔ اور گور کو بنگال کا پایہ تخت قرار دیا۔ یہاں مدت تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔ اور ان کے میل جول سے قدرتا یہاں کے باشندے اسلام سے واقف ہوئے۔ اور اس کو ترقی نصیب ہوئی۔ لیکن راجہ کسکس کے زمانہ میں عارضی طور پر دس برس کے لئے ہندوؤں کا راج پھر بنگال میں قائم ہو گیا۔ لیکن قدرت خدا کا تماشہ دیکھو جس راجہ نے مسلم حکومت کو شکست دی تھی۔ وہ اسلامی روحانیت کو شکست نہ دے سکا حتیٰ کہ اسلام خود اس کے گھر میں داخل ہو گیا۔ یعنی اس کے بیٹے حبش مل

نے ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا۔

راجہ جٹ مل کے مشرف باسلام ہونے کا واقعہ

۱۹۰۴ء میں راجہ جنس مر گیا۔ تو اس کے تاج و تخت کا وارث بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے جٹ مل تھا۔ لیکن مشرف باسلام ہونے کے بعد اس نے ایک ایسے عالم کی سلطنت کو دیکھ لیا۔ جس کے بعد اس دنیا کی سلطنت اس کی نگاہ میں ہیچ تھی۔ اس نے تمام سرداروں کو جمع کیا۔ اور کہا۔ کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اور اب صاف صاف سب کے سامنے اعلان کرتا ہوں۔ اگر آپ لوگ مسلمان ہونے کی وجہ سے مجھے گدی پر نہ بیٹھنے دیں گے۔ تو میں اپنے چھوٹے بھائی کے حق میں اس سے دست بردار ہونے کو تیار ہوں۔ لیکن اسلام سے شکش نہیں ہو سکتا (تاریخ فرشتہ)

گدایانِ درِ دولت کی وہ اونچی نگاہیں ہیں

لگائیں ٹھو کریں گرمیش پا ہوٹھا ٹھٹھا ہانہ

کسی کا ایثار و اخلاص قدرتِ ضائع نہیں کرتی۔ وہ ایک گم ہرے بہا کی مانند ہمیشہ آخرت کے خزانہ میں جمع رہتا ہے۔ اور اکثر دنیا میں بھی اس کی جھلک نظر آ جاتی ہے۔ سرداروں نے راجہ جٹ مل کا جب یہ اعلان و ایثار دیکھا۔ تو اس سے متاثر ہوئے۔ اور کہا۔ کہ ”راجہ جو چاہے مذہبِ جنت تیار کرے۔ وہ ہر حال میں ہمارا بادشاہ ہے۔“

اس کے بعد جٹ مل نے ایک دربار منعقد کیا۔ تاکہ اپنے اسلام کا اعلان

سب سے زیادہ مغزز مقام اور سب سے زیادہ مؤثر طریق پر کرے۔ اس

جلسہ میں بہت سے علماء مدعو کئے گئے۔ کہ وہ بھی اس جان پرور اعلان کے

گواہ ہیں۔ علماء نے اسلام کی صداقت پر تقریریں کیں۔ اور راجہ جٹ مل

نے اپنے مشرف باسلام ہونے کا اعلان کیا۔ بہت سے خندوں نے

تو اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ لیکن جو زیادہ قدامت پسند و کٹر تھے وہ بھی زیادہ عرصہ تک نہ ٹھہر سکے۔ یہاں تک کہ اس کے دور حکومت میں ہندوؤں کی بہت بڑی تعداد مشرف باسلام ہو گئی۔ اور اب وہ اسلام لانے کے بعد راجہ جٹ مل نہیں۔ بلکہ جلال الدین محمد شاہ تھا۔
(پرنسنگ آف اسلام)

اس واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ بنگال میں اسلام جبر واکراہ یا تشدد سے نہیں پھیلا۔ بلکہ اس کی تعلیم و عاقبت اس قدر قوی تھی۔ کہ راجہ کنش کی تلوار نے تخت یا راجھی جیسے شہنشاہ ہند کے جانشینوں کو شکست دیدی۔ مگر وہ صداقت اسلام کی تیغ جو ہر دار کے سامنے خود مسخر ہو گئی۔
(ماخوذ)

کشتہ ذیلا و سیر و قوی جاگر

یہ ذیلا کا سرکشتہ ہے۔ جو کہ آگ سے نہیں بلکہ صرف نباتات کے کشیکا جاتا ہے۔ شہتہ یعنی جھوک پیدا کرتا ہے۔ اور مقوی معدہ و ہاضم طعام ہے۔ یہ ترخان کو دور کرتا ہے۔ اور اعضائے شبہ کو قوت دیتا ہے۔ مقوی باہ ہے۔ امساک پیدا کرتا ہے۔ جریان و احتلام اور رقت کو دور کرتا ہے۔ جہرہ پر رونق دیتا ہے۔ شست لائے۔ بدن کو نرم کرتا ہے۔ مرغشت انزال کو رفق کرتا ہے۔ مناسی کرتی کو دور کرتا ہے۔ (ذو صبر) حملہ اعضائے شبہ کے انحال کو درست کر کے قوائی کو اصلی حالت پر لانا ہی کشتہ کا کام ہے۔ اصلی کشتہ (سیر) سے ملتا ہے۔ قیمت فینترہ میں روپے (سیر) ہے۔

شکر

مسلمانانِ میانہ گوندل نے حافظ غلام محمد صاحب کے ذریعہ ۲۸ من غلہ گندم برائے دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ ارسال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ خواجہ احمد دین صاحب تاجر چوب بہلم نے بھی مبلغ دس روپیہ عطا فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں حسب ذیل حضرات نے رسالہ شتمن الاسلام کی ترقی اشاعت میں حصہ لیکر ممنون فرمایا ہے:-

مولوی منیر شاہ صاحب خوشبلی ۱
شیخ فضل حسین صاحب کس بھیرہ ۱
مولوی عبدالحق صاحب کہوٹہ ۵
مولوی محمد فاضل صاحب کوٹاٹ ۱
مولانا احمد دین صاحب کانگوی ۱
تو موجودہ مالی مشکلات

میاں شمس الدین صاحب مونیہ ۲
مولوی نور محمد صاحب چک مجاہد ۲
مولوی محمود الحسن صاحب الطروی ۲
مولانا زبیر عاقل شاہی میسور ۱
مولانا محمد نصیر الدین صاحب سمندری ۳
جلہ قارئین کرام اگر معمولی توجہ سے کام لیں۔ تو موجودہ مالی مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔

ایک میرزائی کا توبہ نامہ

”مناظرہ کا نام لوں تو حرام زادہ ہوں“

بھیرہ کے میرزائی سہمی فضل الہی نے کچھ عرصہ سے علمائے اہل سنت کو مناظرہ کا چیلنج دینے کا طریقہ اختیار کر لیا تھا۔ اور اس طرح اپنی شہرت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ علمائے پہلے جاہل مطلق کی طرف توجہ نہ کی۔ اس کی تعلیمیں حد سے گزر گئیں آخر کار مولانا محمد قاسم صاحب ہزاروی نے اس سے مناظرہ کرنا منظور کر لیا۔ شرائط لکھتے گئے۔ تاریخ مقدر ہو گئی مگر اسلامی مناظر کی ہیبت اس قدر اس پر غالب ہوئی کہ گریٹنگز کر معافی مانگنے لگا۔ چنانچہ اس کے معافی نامہ کی دستخطی تحریر دفتر رسالہ مذاہن موجود ہے۔ جس میں اس نے معافی طلب کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ”کہ اگر آئندہ ایسی حرکت کروں۔ تو حرام زادہ ہوں۔“

جو صاحب ملاحظہ کرنا چاہیں۔ اصلی تحریر دیکھ سکتے ہیں۔

مرآۃ الانصار فی الاسلام

اگر آپ دین اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ تو حزب الانصار کی امداد کیلئے ملاحظہ فرمائیے۔ اس کے رکھنے والوں کے متعاضد کی اشاعت کو پانچ سو روپے عرصہ درمیان سال شیعہ جماعت نہایت خاموشی کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ دینی تعلیم کیلئے اعلیٰ پیمانہ پر جامع مسجد بھیرہ میں دارالعلوم عزیز یہ قائم ہو چکا ہے۔ ماسوائے رسالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی جاہل مسلم آبادی کو برہنہ راج کی بندشوں سے آزاد کرانے اور انہیں روافض و مرزائیت کے دام ترویر سے نجات دلانے کیلئے نہایت سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ بھیرہ میں ایک عالیشان وقفی کتب خانہ (لائبریری) کا قیام زیرِ تجویز ہے مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ

شمس الاسلام کا خریدار بننا یا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنے میں امداد دینا ایک اسلامی خدمت ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ حزب الانصار کو رسالہ کے مالی مصارف سے جلد از جلد سبکدوش کریں۔ حزب الانصار کے تمام کارکن محنت کام کر رہے ہیں۔ صرف طباعت و کتابت و کاغذ کے مصارف پورا کرنے کیلئے جدوجہد سے کام لیتا پڑتا ہے۔ یقین جانتے کہ رسالہ کا براہ کسی جگہ جانا ایک مکمل عالم مبلغ اور مناظر کے جانے کے برابر ہے۔ کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہیں ہے کہ جہاں رسالہ نہ جاتا ہو۔ اہل وہ و اہل محلہ چند کر کے اپنے امام مسجد کے نام جاری کر دیتے۔ امامان مساجد کا فرض ہے۔ کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا کریں۔

(منیجکے دفتر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ پنجاب)

مجلد اول

الذات انہیں منکر الہی الاسلام پھر یہ میں مندرجہ ذیل تبلیغی کتب کے فروخت بروقت موجود ہیں جو مشہور کتاب
 نکتہ بیچکر یا تیرہ روپیہ کی خریداری کے بعد حاصل کر سکتے ہیں۔
 انکسٹ بیچکر یا تیرہ روپیہ کی خریداری کے بعد حاصل کر سکتے ہیں۔
 انکسٹ بیچکر یا تیرہ روپیہ کی خریداری کے بعد حاصل کر سکتے ہیں۔

- | | | |
|--|--|--|
| <p>بارقہ ضیعہ
 میرزا یحییٰ کی بابت ناز کتاب
 تنقیہات پر حقائقہ نظر
 قیمت ۳۰</p> | <p>فتاویٰ قضا الحنفیہ
 سند و سندھ و نیا کے صد کا
 لا متفقہ فتویٰ و ذریعہ ارتداد
 میرزا یحییٰ روافض وغیرہ
 قیمت ۵۰</p> | <p>تحقیقہ شیعہ
 شیعہ کے سر مشیدہ ازوں
 کا انتخاب مذہب شیعہ
 کی تفسیر کتب میں تحقیق
 ترویج دین داری و غیرہ</p> |
| <p>امینہ مذہب شیعہ
 شیعہ مذہب کے اصول و
 فروع کا مجموعہ نہایت مفید
 کتاب ہے
 قیمت ۱۰</p> | <p>علمی جواہر
 سال ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ کے
 کچھ نہ موجود سال ۱۳۰۲ کے
 کتاب ہو جائیں گے
 کچھ نہ موجود سال ۱۳۰۲ کے</p> | <p>گھمگھاؤ و نقد
 شیعوں کا ایک سالہ انوار
 کار و محمولہ انکسٹ
 کتاب ہے جو مفت طلب
 کرتی ہیں</p> |
| <p>سماع الارار
 سماع پر حقائقہ فیصلہ
 بشیر کتب اخلاص فقہ و
 تصوف سے اس مسئلہ پر
 روشنی ڈالی گئی ہے
 قیمت ۱۰</p> | <p>اسلامی میت المال
 زکوٰۃ و صدقات و عشر کے
 متعلق کتب فقہ کا خلاصہ
 تمام مسائل کا مجموعہ
 قیمت ۲۰</p> | <p>سودا گمرز
 جس میں مرزا کا مرقی ہونا
 اس کی اپنی کلام سے ثابت
 کیا گیا ہے
 قیمت ۲۰</p> |

مجلد دوم منبر رسالہ اسلام (مجموعہ منتخب)

کتابت اسلامیہ دہلی

مجلد دوم منبر رسالہ اسلام (مجموعہ منتخب) دہلی اور ملتان کے مشہور علماء و محدثین کے ہاتھوں سے جمع کیا گیا ہے۔